تنظیم اسلامی کا ترجمان

46

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

5 تا 11 ربیع الثانی 1441ھ / 3 تا 9 دسمبر 2019ء

انقلابی تربیت کا نبویؐ منہاج

رسول اللہ ﷺ کے انقلابی فکر کا منبع وسرچشمہ قرآن تھا اور اس منہج پر اب جو بھی دعوت اٹھے گی اس کا منبع وسرچشمہ بھی یہی قرآن ہوگا کہ اسے پڑھتے رہو تاکہ تمہارا فکر تازہ رہے۔ اس کے لیے اجتماعی مذاکرہ بھی کرو۔ مل کر بیٹھو اور قرآن پڑھو، سیکھو اور سکھاؤ۔ اسی سے تمہارا فکر تروتازہ رہے گا۔

اسلامی فکر میں دوسری چیز سمع وطاعت ہے۔ جس کا سب سے بڑا امتحان یہی تھا کہ چاہے تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں تم نے ہاتھ نہیں اٹھانا۔ دیکھئے ایک شخص کو جب یہ معلوم ہو کہ یہ مجھے مار دیں گے تو وہ ناامید (desperate) ہو کر (تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق) دو چار کو مار کر ہی مرے گا۔ بلی کو اگر آپ کارنر (corner) کر لیں اور اسے اندازہ ہو جائے کہ اب میرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے تو وہ سیدھی آپ کی آنکھوں پر جھپٹے گی۔ لیکن یہاں اپنی مدافعت میں بھی ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ حضرت خباب بن ارتؓ کے سامنے دہکتے ہوئے انگارے بچھائے گئے، اور ان سے کہا گیا کہ کُرتا اُتار کر ان پر لیٹ جاؤ۔ آپؓ لیٹ گئے۔ پیٹھ کی کھال جلی، چربی پگھلی تو اس سے وہ انگارے ٹھنڈے ہوئے۔ جسے یہ نظر آ رہا ہو کہ یہ مجھے انگاروں پر بھوننے والے ہیں، زندہ کے کباب بنانے والے ہیں، وہ دو چار کو مار کر ہی مرتا ہے، یا کم از کم اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کی کوئی کوشش کرتا ہے، لیکن یہاں اس کی اجازت نہیں تھی۔ میرے نزدیک سمع وطاعت کا اس سے بڑا کوئی مظہر ممکن ہی نہیں۔

رسولؐ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

فلاحی ریاست؟

حبِ رسول ﷺ کے تقاضے

مولانا فضل الرحمٰن کا آزادی مارچ

تمام اہل قلم کی یہ ذمہ داری ہے

روداد:
تنظیم اسلامی سالانہ اجتماع 2019ء

تنظیم اسلامی کے تربیتی پروگرام

قیامت کے دن صرف اللہ کی بادشاہت کام کرے گی

سُورۃُ الحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 56، 57

اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِ ؕ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۵۷﴾

آیت ۵۶ ﴿اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِ ؕ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ ؕ﴾ ''اُس دن بادشاہی صرف اللہ کی ہوگی۔ وہی ان کے مابین فیصلہ کرے گا۔''

کائنات کا حاکم حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کائنات میں ہر جگہ' ہر وقت اسی کا حکم چل رہا ہے' لیکن آج اس حقیقت پر کچھ پردے پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں ہمیں ڈرامے کے کرداروں کی طرح چھوٹے چھوٹے بادشاہ' فرمانروا' سردار وغیرہ بھی مقتدر اور بااختیار نظر آتے ہیں' لیکن جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ سب پردے اٹھ جائیں گے۔ اس دن تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے پوچھا جائے گا: ﴿لِمَنِ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ؕ﴾ (المؤمن:١٦) ''آج کے دن بادشاہی کس کی ہے؟'' اور پھر خود ہی جواب دیا جائے گا: ﴿لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَہَّارِ ﴿۱۶﴾﴾ ''صرف اُس اللہ کی جو واحد ہے' قہار ہے!''

﴿فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۵۶﴾﴾ ''تو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ نعمتوں والے باغات میں ہوں گے۔''

آیت ۵۷ ﴿وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۵۷﴾﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور ہماری آیات کو جھٹلایا ان کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا۔''

فرمان نبویؐ

حکمران کی اہم ذمہ داریاں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یَنَالَہٗ، ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُہٗ جَوْرَہٗ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُہٗ عَدْلَہٗ فَلَہُ النَّارُ)) (ابوداود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں پر قاضی (حاکم) کے عہدہ کی طلب و جستجو کی یہاں تک کہ وہ اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور پھر اس کا عدل وانصاف اس کے ظلم وستم پر حاوی رہا تو اس کے لیے جنت ہے اور جس کا ظلم وستم اس کے عدل وانصاف پر چھایا رہا تو اس کے لیے جہنم ہے۔''

تشریح: اسلام میں کسی عہدہ کی طلب ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اگر کوئی حکمران عہدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف جاری کرتا ہے تو اس کے لیے جنت ہے۔ اگر وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کی بجائے ظلم وستم کرتا ہے تو اس کے لیے جہنم کی وعید ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
5 تا 11 ربیع الثانی 1441ھ جلد 28
3 تا 9 دسمبر 2019ء شمارہ 46
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلاحی ریاست؟

’’اسلام دیکھنا ہے تو آپ کو یورپ میں نظر آئے گا۔ انسانی مساوات اور اندھا قانون جو امیر و غریب میں فرق نہیں کرتا اور سکینڈے نیوین ممالک فلاحی ریاست کا جیتا جاگتا ثبوت جہاں عمرلاء بھی نافذ ہے‘‘۔ پاکستان کے کسی پوش علاقے میں چلے جائیں یا کسی فور یا فائیو سٹار ہوٹل کا دورہ کر لیں، یہ جملے سن کر آپ کے کان پک جائیں گے۔ یورپ میں کیسا اسلام ہے اور سکینڈے نیوین ممالک کیسی فلاحی ریاستیں ہیں اس پر ہم بعد میں کچھ عرض کریں گے۔ پہلے ناروے میں قرآنِ پاک کو نذرِ آتش کیے جانے کی مختصر لیکن المناک داستان سن لیں۔ ناروے میں SIAN نامی ایک تنظیم ہے اس کا پورا نام Stop the Islamization of Norway ہے۔ اِس جیسی کئی تنظیمیں سویڈن اور ڈنمارک وغیرہ میں بھی ہیں۔ ان سب تنظیموں کا ایک ہی ہدف ہے اور وہ ہے اسلام دشمنی۔ ان تنظیموں سے منسلک لوگ کہیں قرآن جلاتے ہیں، کہیں نبی آخر الزمان حضور ﷺ کے گستاخانہ خاکے بناتے ہیں۔ 16 نومبر 2019ء کو قرآن جلانے کا سانحہ ناروے کے شہر کرسٹین سینڈ میں پیش آیا۔ انتہا پسند تنظیم SIAN کے کچھ افراد نے اسلام کے خلاف مظاہرہ کیا۔ انتظامیہ کے مطابق اِس تنظیم نے ریلی نکالنے اور مظاہرہ کرنے کی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت لی تھی۔ البتہ اُنھوں نے یقین دلایا تھا کہ وہ کسی قسم کا تشدد نہیں کریں گے اور نہ کوئی اشتعال انگیز کارروائی کریں گے۔ اُنھوں نے قرآن کو نہ جلانے کی یقین دہانی بھی کرائی تھی۔ مظاہرین جو زیادہ تعداد میں نہیں تھے اُنھیں پولیس نے حصار میں لیا ہوا تھا۔ مظاہرہ کرتے ہوئے اچانک لارس تھورسن نامی ایک شخص نے قرآن پاک کے تین نسخے نکالے اِن میں سے دو کو کوڑے دان میں پھینک دیا اور ایک کو نذرِ آتش کرنا شروع کر دیا۔ یاد رہے! انتظامیہ نے صرف پُرامن مظاہرے کی اجازت دی تھی لیکن قرآن جلانے کی غیر قانونی حرکت کرنے پر بھی پولیس خاموش رہی اور کوئی کارروائی نہ کی۔ اِس پر عمر الیاس نامی ایک نوجوان نے پولیس کا حصار توڑا اور ملعون لارس تھورسن کو اس قبیح حرکت سے روکنے کی کوشش کی۔ اب پولیس فوراً حرکت میں آئی اور اس مسلمان نوجوان عمر الیاس کو گرفتار کر لیا گیا۔ عمر الیاس کا تعلق شام سے ہے اور وہ اُن مہاجرین میں سے ہیں جنہیں اِن ریاستوں نے پناہ دینے کی خود دعوت دی تھی۔ وہ نہ درانداز تھا اور نہ ہی غیر قانونی طور پر ناروے میں قیام پذیر تھا۔ ناروے کی کُل آبادی تقریباً ترپن (53) لاکھ ہے جن میں مسلمانوں کی تعداد سوا لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ یعنی مسلمان ناروے میں کل آبادی کا بمشکل 2½ فیصد ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی یہ انتہائی مختصر آبادی سارے ناروے میں اسلامائزیشن کیسے کر سکتی ہے جبکہ ملک کی ایک بڑی اکثریت نہ صرف غیر مسلموں پر مشتمل ہے بلکہ اسلام دشمن جذبات کی بڑی شدت سے حامل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مذہبی رواداری کے جھوٹے دعوے داروں کو مسلمانوں کا مساجد میں اپنے عقائد کے مطابق عبادت کرنا، مذہبی رسومات ادا کرنا بلکہ اِس سے آگے بڑھ کر اُنھیں مسلمانوں کا باہم مذہبی حوالے سے گفتگو کرنا بھی گوارا نہیں۔

کیا یہ رویہ قابلِ تحسین اور قابلِ تقلید ہے؟ پھر یہ کہ فلاحی ریاست کسے کہتے ہیں، قانون کی یکساں عمل داری اور عدل وقسط کس شے کا نام ہے؟ اس حوالے سے حتمی نتیجے اور آخری فیصلے سے پہلے آیئے تاریخ کے آئینہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا مسلمانوں سے رویے اور سلوک کا جائزہ لیتے ہیں۔ جہاں تک یہودی کا تعلق ہے وہ ہمیشہ چھپ کر وار کرتا ہے اور سامنے آ کر جنگ کرنے کی بجائے سازشی رول ادا کرتا ہے، خود معاشی میدان میں سردھڑ کی بازی لگاتا ہے، لیکن سیاسی اور عسکری مقاصد کے حصول کے لیے دوسروں کے کندھے استعمال کرتا ہے اور یوں اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ سے تاریخ بھری پڑی ہے لیکن چند تاریخی واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان فاتحین نے مفتوح عیسائیوں سے کیا سلوک کیا اور عیسائی فاتحین نے مفتوح مسلمانوں سے کیا سلوک کیا۔ مسلمانوں نے ایران اور روما جیسی دو عظیم سلطنتوں کو ختم کیا۔ عوام اور شہریوں کے قتل عام کا الزام بھی نہ لگ سکا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر بیت المقدس عیسائیوں نے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ لیکن جب عیسائیوں نے بیت المقدس مسلمانوں سے چھینا اور فتح یاب ہوئے تو عیسائی جرنیل نے فخر سے کہا کہ اُس کی گھوڑی کے گھٹنے مسلمانوں کے خون سے ڈوب گئے تھے۔ مسلمانوں نے سپین فتح کیا تو میدان جنگ سے باہر کہیں خونریزی نہ ہوئی۔ لیکن جب عیسائی غرناطہ پر قابض ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی تو سپین میں ایک مسلمان زندہ نہ بچا۔ یہ تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے۔ ماضی قریب میں آ جایئے بلکہ اِسے تو حالیہ واقعات ہی کہا جائے گا۔ نائن الیون کے بعد سے مسلمانوں سے کیا ہو رہا ہے۔ افغانستان کے شہر ملیامیٹ کر دیے گئے، جھوٹے عذر تراش کر عراق پر حملہ کیا اور لاکھوں انسانوں کا قتل عام ہوا۔ پاکستان کو حلیف بلکہ دوست بنا کر پاکستان سے وہ سلوک کیا گیا کہ کوئی دشمن اس سے بڑھ کر اور کیا کرتا۔ ہمارا اپنی ایلیٹ، اپنی اشرافیہ، اپنے لبرلز اور سیکولرز دانشوروں سے یہ سوال ہے کہ کیا ایسا امریکہ اور یورپ قابلِ تقلید ہے۔ کیا اس جبر اس ظلم وستم اور اِس قتل وغارت گری میں اُنھیں اسلام کی جھلک نظر آتی ہے؟ اقبال سے بڑا دانشور برصغیر میں کون ہوگا جو ایک عرصہ تک یورپ میں رہا اور پھر اُس نے جس طرح اس معاشرے کو بے نقاب کیا۔ وہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے ببانگ دہل کہتے ہیں

عذاب دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اِس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ

اقبال جیسی عظیم شخصیت اس حقیقت کو پا گئی تھی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دِکھانے کے اور۔ گویا منافقت ہی منافقت ہے۔ وہ جنہیں یورپ میں اسلام نظر آتا ہے وہ تضاد ملاحظہ فرمائیں۔ ایک طرف تحریر وتقریر کی مکمل آزادی کا غلغلہ ہے لہٰذا اگر کوئی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دریدہ دہنی کرتا ہے یا گستاخانہ بلکہ شرمناک خاکے بناتا ہے تو اُسے تحریر وتقریر کی آزادی کی وجہ سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس حوالے سے ہر قسم کے مظاہرے، جلسے اور جلوس کی قانون کے تحت اجازت ہے لہٰذا اُنہیں روکا نہیں جاسکتا۔ لیکن ہولوکاسٹ یا یہودیوں کے حوالے سے معمولی سا بھی منفی مواد سامنے آئے تو کہا جاتا ہے کہ یہ Hate Speech اور Anti-Semitism ہے، یہ ایک مذہب کے خلاف شرانگیزی ہے، اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے، یہ ایذا رسانی ہے، یہ ایک طبقے کی دل آزاری ہے، لہٰذا قانون فوراً حرکت میں آتا ہے۔

مسلمان فائرنگ کر کے انسان مارے تو دہشت گردی ہے، ناقابلِ معافی جرم ہے اور اگر غیر مسلم ایسا کرے تو یہ اُس کا ذہنی خلجان ہے، نفسیاتی معاملہ ہے، مجرم مریض ہے، لہٰذا قابلِ معافی ہے۔ اُن کی Honesty اُن کی Best Policy ہے، انسانی اخلاقیات کا تقاضا نہیں ہے۔ جہاں تک فلاحی ریاست کے قیام کا تعلق ہے اپنے ہم وطن شہریوں، اپنے ہم مذہب، اپنے ہم نسل لوگوں کو کچھ رعایتیں، کچھ سہولیات دے دینا اور اُنھیں صرف کچھ بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی سے کیا فلاحی ریاست وجود میں آ جاتی ہے؟ ایسی فلاحی ریاست کا چھچھورپن ملاحظہ کریں، بچے والدین کی نہیں ریاست کی پراپرٹی ہیں۔ بوڑھوں کو Old Home پہنچا دو۔ اولڈ ہومز کی ہزاروں کہانیاں سامنے آ چکی ہیں۔ کیسے تڑپتے ہیں وہ پیاروں کی صورت دیکھنے کو، اولاد اور والدین لاتعلق ہو جاتے ہیں بالکل اُسی طرح جیسے جانوروں کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو جاتے ہیں۔

فلاحی ریاست کیا ہوتی ہے؟ جاننا اور سمجھنا ہے تو اسلامی تاریخ کو بغور دیکھئے! حضرت عمرؓ کا دور ہے بوڑھا یہودی بازار میں بھیک مانگ رہا ہے۔ خلیفہ وقت پوچھتا ہے، بھیک کیوں مانگتے ہو؟ جواب آیا، بوڑھا ہو چکا ہوں، کوئی کام نہیں کر سکتا۔ انتظامیہ کو حکم دیا کہ دیکھو جب یہ جوان تھا اور کماتا تھا تو ہم اس سے جزیہ لیتے تھے، اب یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ریاست کا فرض ہے کہ اِس کی تمام بنیادی ضروریات پوری کرے۔ خلیفہ وقت حضرت علیؓ سچے اور حق پر ہونے کے باوجود یہودی سے کیس ہار جاتے ہیں، اس لیے کہ اپنے سچ کو عدالت کے سامنے سچ ثابت کرنے کے تقاضے پورے نہیں کر سکے۔ فلاحی ریاست وہ ہے جو تمام تر تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کی فلاح پر توجہ کرے۔ قانون سب کے لیے ایک جیسا ہو۔ منصف بنے تو حق پر مبنی فیصلہ کرے، چاہے اپنا ہم مذہب یا ہم وطن انصاف کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائے۔ مسلمان کو اپنے مذہب، اپنے عقائد پر ڈٹ کر کھڑا ہونا ہوگا۔ لیکن دوسرے مذاہب کا احترام کرے، اُن کی عبادت گاہوں کی مساجد کی طرح حفاظت کرے۔

اب ہماری ایلیٹ اور اشرافیہ ذہنی غلامی سے نکل کر حقیقت میں آزاد ہو جائے۔ یورپ کی رنگین عینک اُتار کر اپنی آنکھوں سے دیکھے تاکہ دوست اور دشمن کی صحیح پہچان ہو جائے۔ ہم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام اِس وقت کسی اسلامی ملک میں بھی نہیں ہے اور ہم مغرب کی اندھی تقلید میں نہ گھر کے رہے ہیں نہ گھاٹ کے۔ لیکن اگر صحیح ٹریک پر آنے کے لیے صحیح تشخیص نہ کی گئی اور مرض تک نہ پہنچا گیا تو بگاڑ اور بڑھ جائے گا۔ مسلمان کے لیے صحیح ٹریک اُسوۂ رسول اکرم ﷺ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اُسوۂ رسول ﷺ سے اعراض کیا تو صرف بولہبی کی طرف بڑھیں گے۔

آخری اور حتمی بات یہ ہے کہ

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

کاش فرد، معاشرے اور ریاست کو یہ بات سمجھ آ جائے اور وہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین!

حُبِ رسول ﷺ کے تقاضے

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن محترم عارف رشید کے 22 نومبر 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئینِ محترم! ماہ ربیع الاول گزر چکا ہے۔ اس ماہِ مبارک میں نبی اکرم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہمارے ہاں مختلف انداز میں کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں ہونا یہ چاہیے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہمارا تعلق خلوص پر مبنی ہے؟ ہم نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے ہیں، اسی لیے مسلمان ہیں، اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ہم سنجیدگی سے اس پر غور کریں کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے کے اصل معانی کیا ہیں؟ ظاہر ہے اگر ہم اس پر سنجیدگی سے غور کریں تو اس کا نتیجہ لازمی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی صورت میں نکلنا چاہیے۔ یعنی ہم آپ ﷺ کے ہر حکم پر اور آپ ﷺ کی ہر سنت پر عمل کرنے والے بنیں۔ لیکن کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کر رہے ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ ''اور جو کچھ رسول ؐ تم لوگوں کو دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' (الحشر: 7)

قرآن وحدیث میں یہ کسوٹی بیان کی گئی ہے۔ ہمیں اس کے مطابق اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا پہلا تقاضا یہ ہوگا جو کہ قرآن میں بیان کیا گیا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے' اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔'' (آل عمران: 102)

اس آیت میں براہِ راست ان لوگوں کو ہی مخاطب کیا گیا ہے جو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے ہیں یا ایسا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان کو پہلا حکم ہی یہ دیا جا رہا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی اصطلاح قرآن حکیم میں متعدد بار حکم کے انداز میں استعمال ہوئی ہے۔ جیسا کہ:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ ''اے لوگو! اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا'' (النساء: 1)

تقویٰ کا ترجمہ عام طور پر بچنا کیا جاتا ہے جو بالکل درست ہے۔ اسی کا ایک مادہ وقنا ہے۔ جیسے ہم دعا میں کہتے ہیں: ﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾﴾ ''اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔'' لہٰذا اس کی رو سے تقویٰ سے مراد اللہ کی ناراضگی سے، حرام کاموں میں ملوث ہونے سے، گناہوں اور معصیت کے کاموں سے بچنا ہے۔

مرتب: ابو ابراہیم

تقویٰ کا دوسرا ترجمہ 'ڈرنا' بھی کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ﴾ ''اور ڈرو اُس فتنے سے جو تم میں سے صرف گنہگاروں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔'' (الانفال: 25)

یہاں ایک وارننگ ہے۔ کہ اللہ سے ڈر جاؤ۔ یعنی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے باز آ جاؤ، من مانی چھوڑ دو۔ ورنہ پھر ایسا نہیں ہوگا کہ وہی لوگ ہلاک کیے جائیں گے جو اللہ کے بڑے باغی اور سرکش تھے بلکہ اللہ کی پکڑ میں وہ سب لوگ آ جائیں گے جو اس بستی میں رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے آخرت کی اصل زندگی میں نیکوکاروں اور سرکشوں کے انجام میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ البتہ یہاں اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں سب آئیں گے۔ جیسے 2005ء میں کشمیر میں زلزلہ آیا تھا تو پوری پوری بستیاں اس طرح اُلٹ دی گئی تھیں کہ ان کا صفحہ ہستی سے نام و نشان تک مٹ گیا تھا۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان بستیوں میں اللہ کا کوئی نیک بندہ نہیں تھا؟ ظاہر ہے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ان میں اللہ کا کوئی نیک بندہ نہ ہو۔ اور پھر معصوم بچے اور بچیاں بھی تو تھیں۔ لیکن یہ اللہ کی سنت ہے کہ جب عذاب لاتا ہے تو اس کی لپیٹ میں سب آ جاتے ہیں۔ البتہ پہلے جو رسول گزرے ہیں ان کے ساتھ یہ خاص معاملہ تھا کہ جب اللہ کا عذاب آنا ہوتا تھا تو اللہ کی طرف سے اس رسول کے لیے وحی آ جاتی تھی کہ اپنے پیروکاروں کو لے کر اس بستی سے نکل جاؤ۔ جب وہ نکل جاتے تھے تو پھر وہ بستی عذاب کی لپیٹ میں آ جاتی تھی۔

تقویٰ کا اصل مفہوم اللہ کے عذاب سے، پکڑ سے، ناراضگی سے ڈرنا اور گناہوں، حرام کاموں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانیوں سے بچنا ہے۔ تقویٰ کی ایک بہت خوبصورت تمثیل تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے صحابہ میں قرآن کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ یعنی قرآن حکیم کی اصل تعلیمات کا مفہوم جاننے والے، اس کو پڑھنے والے اور اس کے اوپر استحضار رکھنے والے میرے ساتھی ابی بن کعب ہیں۔ ان سے ایک موقع پر حضرت عمر ؓ نے پوچھا کہ تقویٰ کی اصل تعریف کیا ہے۔ حضرت ابی بن کعب ؓ نے فرمایا: ''اے امیر المومنین! کیا کبھی کسی خاردار راستہ سے آپ کا گزر ہوا ہے؟ فرمایا: جی ہاں! متعدد بار گزرا ہوں، پوچھا! اس وقت آپؓ نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا تھا؟ جواباً حضرت عمرؓ نے ارشاد

فرمایا: اس موقع پر خود کو اور اپنے کپڑوں کو نہایت سمیٹ کر بڑی احتیاط سے چلا ہوں کہ کہیں دامن کانٹوں سے الجھ نہ جائے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: حضرت! یہی تو تقویٰ ہے''۔

دنیا میں جو بھی آیا وہ مسافر ہے اور یہ دنیا گزرگاہ ہے، ایک خاردار وادی ہے، اس خارستان میں ہر طرف گناہوں کے کانٹے موجود ہیں، یہاں حرام بھی ہے، حلال بھی ہے۔ چاروں طرف سے دنیا کی لذتیں، خواہشات اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اگرچہ بظاہر ملمع کاری ہے لیکن اس کے اندر بدترین گناہ کے مواقع موجود ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی اگر فحاشی اور بے حیائی کی طرف قدم بڑھائے تو اس کے لیے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح دنیا کی محبت، مال کی محبت، حب جاہ وغیرہ کے کانٹے ہیں جو چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرنا کہ ہمارا ایمانی دامن گناہوں کے کانٹوں سے الجھنے نہ پائے، اسی کا نام تقویٰ ہے، اور جو اس صفت سے متصف ہو جائے وہ متقی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ کے موضوع پر یہ قرآن حکیم کی جامع ترین آیت ہے جہاں مجھ سے اور آپ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے''۔

(آل عمران: 102)

دنیا میں کوئی بھی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کر دیا ہے۔ ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ)) ''اے رب! ہم تجھے پہچان نہیں پائے جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق تھا''۔ اس لحاظ سے کسی اُمتی کے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ اس نے تقویٰ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اسی لیے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ گھبرا گئے تھے کہ کون شخص ہے جو اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کر سکتا ہے۔ پھر اللہ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اپنی حدِ امکان تک''۔ (التغابن: 16)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ کی جان میں جان آئی کہ اب واقعتاً ہم میں سے ہر شخص مکلف ہے اس اختیار کا جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ یعنی بے شک ہم اللہ کے تقویٰ کا حق ادا نہیں کر سکتے لیکن جہاں ہمارا اختیار ہے وہاں تو تقویٰ اختیار کرنے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی اور حلال و حرام کو پیش نظر رکھنے کے مکلف ہیں۔ وہاں تقویٰ اختیار کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں''۔

موت کا وقت مقرر ہے لیکن کس پر کب آنی ہے اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب رحم مادر میں بچہ ایک سو بیس دن کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو جنین کی روح کو لا کر اس کے جسد کے ساتھ منسلک کر دیتا ہے اور ساتھ ہی چار باتیں طے کر دی جاتی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی عمر کتنی ہوگی۔ یعنی کسی شخص کا آخری وقت کب آئے گا۔ انسان کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کل کا دن، اگلا ہفتہ، اگلا مہینہ یا سال اس کی زندگی میں آئے گا یا نہیں؟ ہم میں سے کوئی اس کی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ اچانک روڈ ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے، یا دل کا دورہ پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا یہ نہیں ہے کہ توبہ کو موخر کرتے رہو کہ میں مرنے سے پہلے توبہ کر لوں گا۔ حدیث میں الفاظ موجود ہیں کہ توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے، جب تک کہ موت کی سکرات کے لمحات اس پر وارد نہیں ہوتے اس وقت تک اللہ تعالیٰ توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ لیکن اس کی کوئی گارنٹی نہیں کہ اس وقت آپ کو توبہ کی توفیق ملے گی یا نہیں ملے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اس کے سامنے لوگ بلند آواز میں کلمہ کے الفاظ دہراتے رہتے ہیں تاکہ اگر وہ زبان سے

پریس ریلیز 29 نومبر 2019ء

پاکستان کے تمام اداروں کو آئینی حدود میں رہ کر کام کرنا چاہیے

مودی اسرائیل کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کی آبادکاری کرنا چاہتا ہے

حافظ عاکف سعید

یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ امیر تنظیم نے اِس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ 1973ء کے آئین کو بنے چھیالیس سال گزر چکے ہیں اور آرمی ریگولیشنز تو انگریز کے دور کے ہیں لیکن کسی نے کبھی اِس طرف توجہ نہیں کی کہ آرمی چیف جیسے انتہائی اہم عہدہ کی توسیع یا دوبارہ تعیناتی کے بارے میں کہیں کوئی قانونی طریق کار وضع نہیں ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس آصف سعید کھوسہ نے اِس کی نشاندہی کر کے اور اِس کے لیے قانون سازی کا حکم دے کر پاکستان کو بحرانی کیفیت سے نکال لیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ حکومت نے اِس مسئلہ کو جس طرح مِس ہینڈل کیا اور جس نااہلی کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ وزیراعظم عمران خان کو اُن نااہل اور نالائق مشیروں سے نجات حاصل کرنا ہوگی جنہوں نے اُن کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ بھارتی وزیراعظم مودی اسرائیل کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کی آبادکاری کرنا چاہتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ نقل کے لیے بھی عقل درکار ہوتی ہے۔ مقبوضہ کشمیر اور فلسطین کے حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پھر یہ کہ ہندو بزدل ہے یہ اُس کے لیے خسارے کا سودا رہے گا۔ کشمیری اِس بھارتی قدم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور کشمیر میں ہندو اپنے پاؤں نہیں جما سکیں گے۔ اُنھوں نے پاکستان کی موجودہ صورتِ حال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صرف الفاظ کی حد تک نہیں، حقیقی معنوں میں ایک مضبوط اسلامی پاکستان ہی بھارت سے اپنی شہ رگ کو آزاد کروا سکتا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کلمات نہ بھی ادا کر سکے، کم سے کم جی میں تو وہ الفاظ دہراتا رہے گا۔ جیسے ہم جو دعا کرتے ہیں کہ:

((اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ)) (ابن ماجہ)

''اے اللہ، ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دینا۔''

موت تو اچانک بھی آسکتی ہے ہوسکتا ہے آدمی سویا ہوا ہو تو اسے اچانک دل کا دورہ پڑے، وہ صرف چند لمحے ہوتے ہیں۔ لیکن توبہ کی توفیق بھی انہی کو ملتی ہے جن کی زندگی اس کی گواہی دے رہی ہو۔ یہ تو اللہ کے علم میں ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں عفوو درگزر کا خزانہ ہے اس میں تو کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اللہ چاہے تو ابوجہل کو معاف کردے، ابولہب کو معاف کردے جو اسلام کے بڑے دشمن تھے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، وہ عدل سے کام لے گا۔ جن لوگوں نے بھی اس دین کے کام کے اندر روڑے اٹکائے ہیں، نبیوں اور رسولوں کو جنہوں نے قتل تک کردیا' کیا وہ یونہی چھوڑ دیے جائیں گے؟ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۱۱۵﴾ ''کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا تھا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟''

(المومنون:115)

دنیا میں کوئی جتنی بھی سرکشی کرلے، اللہ کے دین سے بغاوت کرلے لیکن جانا بالآخر اس نے لوٹ کر اللہ کے پاس ہی ہے۔ وہاں اس کو دنیا میں گزارے وقت کے پل پل کا حساب چکانا ہوگا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ انسان اس وقت کو یاد رکھے اور دنیا میں تقویٰ کی زندگی اختیار کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو کہ جب اسے موت آئے تو وہ سرکشی اور بغاوت کی حالت میں نہ ہو بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے مرے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۱۰۲﴾ ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

یہاں مسلمون سے مراد کیا ہے؟ کیا اس دنیا میں جو ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمان موجود ہیں، جن میں سے شاید پانچ فیصد بھی اسلام کے ظاہر پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے' کیا یہ سارے کے سارے بخشے جائیں گے؟ کہلاتے تو یہ سب مسلمان ہی ہیں لیکن عملاً مسلمان کتنے ہیں یہ اللہ جانتا ہے۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جو اسلام پر کاربند ہے اور اسلام کے معنی ہیں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے سرنڈر کردینا، اس کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کردینا۔ حدیث میں ہم پڑھتے آئے ہیں کہ:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ)) ''مسلم وہ ہے جس کے ہاتھوں اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (متفق علیہ) یعنی جو خود بھی سلامتی کے راستے پر گامزن ہو اور دوسروں کی سلامتی کو بھی مدنظر رکھے، کسی کو کسی قسم کی تکلیف یا رنج نہ پہنچائے۔ حضور ﷺ نے تو اس شخص کے ایمان کی کلیتاً نفی کردی تھی جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی امن میں نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ)) ''اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ یہ کس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ)) ''وہ شخص جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی چین میں نہیں ہے۔'' (صحیح البخاری)

اصل میں اسلام نام ہے سلامتی کے راستے پر رہنے کا۔ یعنی اللہ کے ہر حکم کے سامنے سرتسلیم خم کردینا اسلام ہے۔ صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا نام اسلام نہیں ہے۔ یہ تو شعائر اسلام ہیں۔ یہ اسلام کے ستون ہیں۔ ان میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے تو اسے ان پر عمل کرنا ہوگا۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔

یہ اسلام کے بنیادی ستون ہیں جن پر عمل کرنا لازمی ہے لیکن اسلام کو اسی تک محدود کردینا کہ جو اس بات کا اہتمام کر رہا ہے شاید وہ اسلام پر کلیتاً پابند ہے یہ غلط فہمی ہے۔ حقیقی معنوں میں اسلام پوری زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری کرنے کا نام ہے۔ ہماری زندگی کا بہت بڑا حصہ تلاش معاش میں گزر جاتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں سے دس بارہ گھنٹے ہم معاش کے لیے صرف کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں لیکن اس کے بارے میں ہمیں توجہ ہی نہ ہو کہ جس ذریعے سے ہم کما رہے ہیں اس کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے، دین کی تعلیمات کیا ہیں، حلال ہے یا حرام ہے تو پھر یہ اسلام نہیں ہے۔ بقول اقبال۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ الا اللہ

یعنی جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں ایک مرتبہ کانپ اٹھتا ہوں، مجھ پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے اس لیے کہ مجھے معلوم ہے کہ اسلام کے معنی ہیں کیا۔ وہی معنی قرآن ان الفاظ میں بیان کررہا ہے۔

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۱۰۲﴾ ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

دراصل فرمانبرداری وہ پہلی سیڑھی ہے جو عملی طور پر اسلام کی عمارت کے اندر داخل کرتی ہے۔ لہٰذا کوشش ہونی چاہیے کہ انسان زندگی کے تمام گوشوں میں اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرے کیونکہ کوئی خبر نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت پیغام اجل لے کر آجائے اور اگر اس وقت انسان کسی حرام کام میں ملوث ہوا، کسی خلاف شریعت کام میں مشغول ہوا تو پھر یہ موت بڑی حسرت ناک موت ہوگی۔ جیسا کہ شراب کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ولایشرب الخمرحین یشرب وھومومن))

کوئی بھی شخص جب شراب پی رہا ہوتا ہے تو اس وقت وہ حالت ایمان میں نہیں ہوتا۔ روز کوئی نہ کوئی خبر ہوتی ہے کہ فلاں جگہ اتنے افراد زہریلی شراب پینے سے ہلاک ہوگئے۔ ٹھیک ہے اسلام کا شیلٹر انہیں حاصل تھا۔ ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ ان کی مغفرت کی دعا کرنے سے ہمارا دین ہمیں منع نہیں کرتا لیکن جب ان کی جان نکلی کیا وہ فرمانبرداری والا عمل کررہے تھے؟ حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق تو وہ مومن نہیں تھے۔ معلوم ہوا کہ انسان جب کوئی گناہ کا عمل کر رہا ہوتا ہے اور اسی حالت میں اگر اس کی موت واقع ہوگئی تو گویا وہ حالت ایمان میں نہیں مرا اور جو حالت ایمان میں نہیں مرا اس کی آخرت کیسی ہوگی؟ حالانکہ آخرت کی زندگی تو دائمی زندگی ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ پر لائے ہوئے دین پر مکمل عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ یہی نبی پاک ﷺ سے محبت اور عقیدت کا تقاضا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے دین کا فہم اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

28

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

93 آدمیّت احترامِ آدمی — با خبر شو از مقامِ آدمی!

(اے پسر!) آدمیّت یعنی انسان ہونا دوسرے اپنے جیسے انسان کے احترام (کے جذبات) کا نام ہے (اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ) مقام انسانیت کیا ہے؟ حقیقی انسان کے مقام کو اچھی طرح جان لو

94 آدمی از ربط و ضبط تن بہ تن — بر طریقِ دوستی گامے بزن!

(اے پسر! یورپ میں قیام کے دوران غیر مسلموں سے) مسلمانوں کا ظاہری ربط و ضبط اور حسنِ اخلاق رکھنا ضروری ہے یوں انسان اچھے رویوں (INTERACTION) کا مظاہرہ کرے

95 بندۂ عشق از خدا گیرد طریق — می شود بر کافر و مومن شفیق!

(اللہ تعالیٰ سے) دلی محبت کرنے والا (مرد مسلمان) اللہ تعالیٰ سے ہی وہ طریق (اخلاق) سیکھتا ہے جس سے وہ ہر کافر د مومن سے شفقت کا ردیہ اپناتا ہے (جس کی وجہ سے لوگ اس بندۂ مومن سے بھی محبت کرنے لگتے ہیں)

93۔ آدمیّت (MANHOOD) اپنے جیسے دوسرے انسان کو حقوق دینا ہے اور بطور انسان ان کا احترام کرنا ہے۔ احترامِ انسانیت کا مفہوم یہی ہے۔ انسان اپنی ضروریاتِ زندگی کو سمجھتا ہے اور ان کو فراہم کرنے کی تگ و دو کرتا ہے پھر بعض باصلاحیت اور مقتدر حضرات وسائل رزق وضروریات زندگی کا ذخیرہ کر کے دوسروں کو وسائل رزق سے محروم کرتے ہیں اور ان کو اپنا محتاج بنا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر اپنا مذہب، نظریات، خیالات، نظام تعلیم، نظام اقدار اپنے اوہام و اصنام حتیٰ کہ لباس و طرز بود و باش بھی مسلّط کر دیتے ہیں۔ دوسروں کو اپنا محتاج وغلام ومحکوم بنانا اور خود فرعون اور خدائی کے دعوے دار بن جانا آدمیّت کے خلاف ہے۔ انسان کے لیے سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں ’مقامِ آدمی‘ پر داقف ہو جائے اور دوسروں تک اس نظریہ ونقطۂ نظر اور سوچ کو پھیلانے کی جدوجہد کرے۔ آسمانی ہدایت یہی ہے اور پیغمبروں نے یہی مقدس فریضہ ادا کیا ہے۔ مگر افسوس کہ موجودہ مغربی بالادست اقوام اس حقیقت کو پس پشت ڈال رہی ہے اور ساری دنیا کو عملاً اپنا غلام بنالیا ہے اور یوں ’حقیقت انسان‘ اور حقیقتِ زندگی سے ناواقف ہونے کا ثبوت دے رہی ہیں۔

94۔ انسان دنیا میں ہے اور مل جل کر رہنے والا حیوان (SOCIAL ANIMAL) کہلاتا ہے۔ دوسروں سے میل جول رکھنا، ان پر ظلم وزیادتی نہ کرنا، جبراً غلام نہ بنانا، اپنے غلط نظریات دوسروں پر مسلّط نہ کرنا ہی انسانیت ہے جبکہ وہ انسان جو خود ’مقامِ آدمیّت‘ اور حقیقت انسان سے واقف ہو جائیں ان کا دوسروں تک یہ پیغام بطریق سنتِ رسول مکرم محمد مصطفےٰ ﷺ پہنچانا ہی انسانیت اور حاصل انسانیت ہے۔ دوسروں سے اچھے رویے رکھنا اور باہمی خوشگوار و خوشنما رویوں سے زندہ رہنا اور زندہ رہنے کا حق دوسروں کو بھی دینا ہی اصل انسانیت ہے اور خداشناسی وخودی شناسی کی معراج ہے۔ آج محکوم اور حاکم اور مزارع و مالکانِ دہ، تھرڈ ورلڈ اور سپر پاورز کا میل جول آزادی اور احترام باہمی کا غماز نہیں ہے۔ اے پسر! اس سے بچو۔ ماضی میں یونانی اور رومی بادشاہ ظالمانہ طرزِ حکومت اور خدا بےزار نظریات کے ہی حامل تھے جس کے نتیجے میں دنیا میں جنگیں ہی جنگیں رہی ہیں۔[1]

95۔ اے جانِ من! جب تو حقیقی مسلمان بن جائے گا اور بندۂ عشق (حضرت محمد ﷺ ــــ مُحسنِ انسانیت سے بدل و جان محبت کرنے والا) بن جائے گا اس وقت تو اللہ کا حقیقی بندہ اور انسان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اے جانِ پدر! جیسے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات بشمول اچھے بُرے انسانوں پر رحیم و شفیق ہے اور سب کو مہلتِ اصلاح دے کر رزق بھی فراہم کر رہا ہے، پیغمبر بھیج کر اصلاح کی بھی صدیوں کوشش فرمائی ہے۔ اسی طرح بندۂ مومن کو بھی بنی نوعِ انسان (انسانیت) کے لیے رحیم و شفیق ہونا لازم ہے۔ دوسرے لوگ خداشناس انسان کا اخلاق دیکھ کر اس کے نظریات کی طرف رجوع کریں یہی انسانیت ہے (نہ کہ مغربی طریق پر جبر وقہر و اسلحہ اور جنگ کے ذریعے دہشت پھیلا کر اپنا محکوم بنانا)۔

[1] یونانی حکمران بت پرست تھے اور یونانی اوہام پرستی ان کا طرۂ امتیاز ہے جبکہ رومی حکمران کسی قسم کی اخلاقی تعلیمات سے عاری تھے۔ لہٰذا 'MIGHT IS RIGHT' کا جنگل کا قانون تھا۔ موجودہ مغربی تہذیب بھی یونانی اوہام پرستی اور رومی قانون کی پجاری ہے مغربی نظام کا نمائندہ لارڈ میکالے رومی بادشاہت کی عظمت کا پجاری تھا۔ اسی خدابیزار اور اخلاق دشمن سوچ کی وجہ سے ماضی میں بھی جنگیں ہوتی رہیں اور حالیہ تہذیب کی اسی سوچ کی وجہ سے اب بھی دنیا میں جنگ جاری ہے اور یہ جنگ خیر اور شر کے درمیان ہے اور خیر کی طرف صرف مسلمان اُمت ہے۔ یہ غیر علانیہ جنگ صرف نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کے پیروکاروں کے خلاف ہے۔

ریاست مدینہ کا نعرہ اتنا مقدس نعرہ ہے کہ اس کے لیے اب حکومت نے کوئی عملی قدم نہ اُٹھایا تو پھر اللہ کا عذاب بھی آسکتا ہے جس سے ہمیں پناہ مانگنی چاہیے: آصف حمید

عمران خان اگر استعفیٰ دے بھی دیں تو موجودہ ملکی حالات کو کوئی بھی نیا وزیراعظم آ کر سنبھال نہیں سکے گا، اگر مولانا فضل الرحمان نفاذ اسلام کا مطالبہ کرتے تو وہ مطالبہ Justified ہوتا: ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف

مولانا فضل الرحمان کا آزادی مارچ: نتائج کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: اپوزیشن جماعتوں کی احتجاجی تحریک جسے اس وقت مولانا فضل الرحمٰن لیڈ کر رہے ہیں، کے مطالبات کس حد تک Justified ہیں؟

آصف حمید: ابھی تک ہمارے سامنے مولانا فضل الرحمان کے چار مطالبات آئے ہیں۔ (1) وزیراعظم یہودی ایجنٹ ہیں لہٰذا وہ استعفیٰ دیں۔ (2) فوری الیکشن کروائے جائیں۔ (3) الیکشن میں فوج یا اسٹیبلشمنٹ کا عمل دخل بالکل نہ ہو۔ (4) آئین میں اسلامی دفعات کا تحفظ کیا جائے۔ مولانا کا آزادی مارچ جب شروع ہوا تھا تو یہ چار مطالبات سامنے آئے تھے۔ لیکن مارچ کے آخر میں دو مطالبات تقریباً ختم ہوگئے بالخصوص اسلامی دفعات اور ختم نبوت کے معاملہ پر تو بہت کم آواز اٹھائی گئی۔ اس کا ذکر کم ہونے کی "برکت" تھی کہ پی پی، ن لیگ اور دوسری اپوزیشن جماعتیں ان کے ساتھ کنٹینر پر آ کر کھڑی ہوگئیں۔ لیکن جب چودھری برادران ان سے ملاقات کے لیے آئے تو ایک مطالبہ اور کم ہوگیا جو فوج کے عمل دخل کے حوالے سے تھا۔ ہمارے ہاں انتخابات کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو جو بھی ہارتا ہے وہ یہی الزام لگاتا ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اور اس کی طرف سے استعفیٰ کا مطالبہ لازمی ہوتا ہے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو ملک کے حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں تو کون ہے جو ملک کو ان مشکل حالات سے نکالے گا۔ اگر عمران خان استعفیٰ دیں گے تو کیا نواز شریف، زرداری یا کوئی دوسرا ان حالات کو ٹھیک کر سکے گا؟ تنظیم اسلامی کے ترجمان ایوب بیگ مرزا نے اسی پروگرام میں کہا تھا کہ آئندہ جو بھی وزیراعظم بنے گا وہ اس ملک کا بدقسمت ترین وزیراعظم ہوگا۔ ان کی بات بالکل درست ثابت ہو رہی ہے۔ ملکی معاشی صورت حال تباہی کے جس مقام پر پہنچ چکی ہے اس کا دباؤ لازماً اس پر آنا تھا چاہے جو بھی وزیراعظم بنتا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مولانا اگر استعفیٰ لے لیتے ہیں تو پھر ان کے پاس متبادل کیا ہے؟ اس کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں بیان کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مولانا فوری الیکشن کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ ان کو موجودہ حکومت کو کچھ تو موقع دینا چاہیے۔ البتہ یہ ان کا حق ہے کہ وہ جارحانہ اپوزیشن کا

مرتب: محمد رفیق چودھری

کردار ادا کریں، بہت ٹف ٹائم دیں۔ ان کے پاس اپوزیشن کا ایک پلیٹ فارم ہے جس میں کافی جماعتیں ہیں، وہاں سے وہ اپوزیشن کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے مطالبات کوئی زیادہ Justified نہیں تھے۔ انہیں یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ اس ملک میں جو بھی وزیراعظم بنا ہے وہ اسٹیبلشمنٹ کی مرضی کے بغیر نہیں بنا۔ یہاں جو بھی آتا ہے وہ اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ ڈیل کر کے آتا ہے اور جو کوئی بہت زیادہ ہیر پھیر کرنے کی کوشش کرے تو اسٹیبلشمنٹ اس کو سیدھا کر لیتی ہے۔ دوسری طرف ہمارے ملک پر دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ان حالات میں ایک مستحکم فوج ہمارے ملک کی ضرورت ہے۔ البتہ ہماری خواہش یہی ہے کہ فوج اپنے اصل کام کو زیادہ اہمیت دے اور جس طرح باقی دنیا میں ہوتا ہے کہ سیاست میں فوج کا کردار ایک دائرے کے اندر ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی اپنے اس کردار کو محدود کر دے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: پاکستان میں دھرنوں کا آغاز 2011ء سے ہوا، جب علامہ طاہر القادری نے پی پی کے دور حکومت میں دھرنا دیا تھا۔ لیکن اس طرح دھرنوں کی بنیاد پر حکومتوں کی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ معاملہ پھر ختم ہونے والا نہیں ہوگا۔ پھر آزادی مارچ کی تقاریر سنیں تو ان میں یکم اور 2 نومبر کی تقاریر ریاستی اداروں کے خلاف تھیں۔ یعنی مطالبات اور تقاریر دونوں justified نہیں تھے۔ پھر ایک مطالبہ بعد میں شامل ہوا جو فارن فنڈنگ کیس کا تھا کہ اس کی تحقیقات کی جائیں۔ بہرحال یہ تمام چیزیں کنٹینر پر کھڑے ہو کر کرنا کسی طور پر مناسب نہیں تھا جس سے ظاہر ہوا کہ مولانا کے یہ سارے مطالبات سیاسی تھے۔ ہم ہمیشہ اس پلیٹ فارم سے کہتے رہے ہیں کہ آج تک کسی مذہبی یا دینی جماعت نے اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کیا؟ جتنے لوگ مولانا لے کر آگئے تھے اگر وہ یہ مطالبہ کرتے تو یہ مطالبہ justified ہوتا۔

سوال: مولانا کے آزادی مارچ اور دھرنے کے فیز I,II مکمل ہونے کے بعد اب تیسرے فیز کا آغاز ہو رہا ہے کیا کھویا اور کیا پایا؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: مولانا نے آزادی مارچ سے جو کچھ حاصل کیا وہ صرف یہ ہے کہ حکومت اور اسمبلی میں نہ ہونے کے باوجود انہیں اپوزیشن کے راہنما کے طور پر ایک مرکزیت ملی اور دونوں بڑی اپوزیشن جماعتیں ان کی سربراہی میں آ کر کنٹینر پر کھڑی ہوئیں۔ پھر انہوں نے عالمی طاقتوں کے سامنے دینی طبقے کا ایک مثبت امیج پیش کیا۔ بالخصوص انہوں نے ڈسپلن کا شاندار مظاہرہ کیا۔ یعنی ان کا دھرنا جاری تھا لیکن عوام کے معمولات زندگی بھی ساتھ چل رہے ہیں اور عوام الناس کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس چیز کو عالمی میڈیا نے بھی کوریج دی۔ البتہ انہوں نے جو کچھ کھویا ہے وہ

یہ ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کے سامنے ان کا جو اچھا تاثر تھا وہ ختم ہوگیا۔ پھر دوسرے فیز میں عوامی سطح پر بھی ان کے امیج کو نقصان پہنچا۔ میری معلومات کی حد تک گھوٹکی سے لے کر نواب شاہ تک تقریباً 27 گھنٹے ٹریفک بند رہی۔ اسی طرح کا معاملہ دوسرے شہروں میں بھی ہوا جس سے عوام میں اچھا تاثر نہیں گیا۔ پھر مولانا ایک ثقہ بند علماء کی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دھرنے میں سیکولر اور لبرل لوگوں کا ان کے دائیں بائیں ہونا بھی مستقبل میں ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔

سوال: مولانا نے اپنی احتجاجی تحریک کے اگلے مرحلے میں اے پی سی بلانے اور ضلعی سطح پر مشترکہ احتجاجی جلسے کرنے کا اعلان کر کے عملاً اپنی تحریک کو ریورس گیئر لگا دیا ہے۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟

آصف حمید: مولانا کے دھرنے میں نظم و نسق کی ہم تحسین کرتے ہیں کیونکہ اس کے مقابلے میں عمران خان کا دھرنا بداخلاقی اور بدتہذیبی کا تاثر دے رہا تھا۔ کیونکہ وہاں مخلوط ماحول تھا جو کسی مسلمان معاشرے کی عکاسی نہیں کرتا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے دھرنے میں بھی تقاریر ایسی تھی جو اچھا تاثر نہیں رکھتی تھیں۔ پھر لبیک والوں کے دھرنے میں تو نظم وضبط نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ مار دھاڑ ہوئی اور لوگ شہید ہوئے۔ لیکن مولانا کا دھرنا بہت پُرامن تھا اور پھر باجماعت نماز کا اہتمام جس طرح سے ہو رہا تھا تو اس سے معاشرے میں بہت اچھا تاثر گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا دھرنا جمہوری اصولوں کا آئینہ دار تھا اور یقیناً اس سے انہوں نے بہت فائدہ حاصل کیا۔ لیکن جس انداز سے یہ دھرنا ختم ہوا اس سے اچھا تاثر نہیں گیا۔ کیونکہ اس کے فوراً بعد نواز شریف آرام سے لندن چلے گئے اور لگتا یہی ہے کہ اس دھرنا کا فائدہ نواز شریف کو ملا۔ اب مولانا ضلعی سطح پر احتجاج کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں تو یہ چیزیں چلتی رہیں گی۔ لیکن کچھ لوگوں کا تاثر ہے کہ مولانا نے کچھ ایسی چیزیں حاصل کی ہیں جو ابھی ظاہر نہیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے پاکستان اور اسلام کے حق میں کچھ حاصل کیا ہے تو ہمیں خوشی ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ انہیں پہلے ضلعی سطح پر احتجاج کرنا چاہیے تھا اور پھر وہ دھرنے کی طرف آتے۔ یعنی ان کی ترتیب الٹ ہوگئی۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: مولانا نے اس حوالے سے ایک سال محنت کی تھی۔ پہلے انہوں نے مختلف شہروں میں ملین مارچ کیے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مولانا نے سب سے پہلے یہ کہا تھا کہ اسمبلیوں میں حلف نہ اٹھایا جائے لیکن اس مطالبے کو اپوزیشن جماعتوں نے نہیں مانا تھا۔ چنانچہ مولانا پھر اپنے لوگوں کو متحرک کرنے لگے اور اس کے لیے منبر ومحراب سے کام لیا گیا۔ لیکن جن لوگوں کو ناموس رسالت یا اسلام کے نام پر لایا گیا تھا انہوں نے جب کنٹینر پر سیکولر اور لبرل لوگوں کو دیکھا ہوگا تو یقیناً ان کو مایوسی ہوئی ہوگی۔ تاہم ملین مارچ وغیرہ کے بعد ہی وہ اس طرف آئے تھے۔

سوال: ملک کے نامور سیاستدان کہہ رہے ہیں کہ اگر چند ماہ حالات ایسے ہی رہے تو کوئی بھی ملک کا وزیراعظم بننے کے لیے تیار نہیں ہوگا جبکہ حکمران آپس میں نئی سے نئی وزارتیں بانٹنے میں مصروف ہیں۔ آپ کے خیال میں پس پردہ حقائق کیا ہیں اور کیا حکومت پانچ سال پورے کرتی ہوئی نظر آتی ہے؟

> جن لوگوں کو ناموس رسالت یا اسلام کے نام پر لایا گیا تھا انہوں نے جب کنٹینر پر سیکولر اور لبرل لوگوں کو دیکھا ہوگا تو اُنہیں یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: وزیراعظم کے انداز سے پتا چل رہا ہے کہ بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ جن سیاستدان نے بیان دیا ہے ان کے اس بیان سے بھی یہی لگتا ہے کہ ہمارے سیاستدان اب محسوس کر رہے ہیں کہ کب تک ہم ایک تیسری قوت کی خاطر ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہیں گے۔ یہ بات پی پی اور نون لیگ نے 2005ء میں سمجھ لی تھی اور انہوں نے باقاعدہ لندن میں میثاق جمہوریت کا معاہدہ کیا تھا۔ لیکن چودھری شجاعت صاحب کو یہ بات اب سمجھ میں آئی ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ ق لیگ کس طرح بنی اور کس طرح لوگوں نے وفاداریاں تبدیل کیں۔ لیکن اب مختلف سیاستدان محسوس کر رہے ہیں کہ ہم کسی تیسری قوت کی خاطر لڑ رہے ہیں اور اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کی کوششیں شاید کامیاب نہ ہوں اور اسی اسمبلی سے ہی کوئی تبدیلی آجائے اور عمران خان کی جگہ کوئی دوسرا وزیراعظم بن جائے۔ بظاہر حالات اس طرف بڑھتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ جہاں تک وزارتوں کی تبدیلی کا تعلق ہے تو عمران خان کو اسد عمر کو بادل نخواستہ ہٹانا پڑا تھا اب انہیں دوسری وزارت دی گئی ہے۔ لیکن یہ ملک بار بار تبدیلیوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اللہ نہ کرے کہ یہاں کوئی بڑی تبدیلی آئے جس کی وجہ سے ملک کسی نئے بحران کا شکار ہو جائے۔ کیونکہ اس وقت عوام کی معاشی حالت بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔

آصف حمید: حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں بالخصوص ٹیکس بڑھانے کے حوالے سے‘ اصولی طور پر یہ اقدامات درست بھی ہوں گے لیکن جو قوم اس کی عادی ہی نہ ہو اس پر ایک دم اتنا زیادہ بوجھ ڈال دینا کہ جس سے تاجروں کے کاروبار بھی ٹھپ ہو جائیں اور مہنگائی اور بے روزگاری میں اتنا اضافہ ہو جائے یہ موجودہ حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرے گا۔ ان کو چاہیے تھا کہ آہستہ آہستہ تدریجاً یہ اقدامات اُٹھاتے۔ اس وقت ہر کوئی کہتا ہے کہ ہمارے کاروبار کا برا حال ہے اور تقریباً تیس پینتیس لاکھ خاندانوں کا روزگار ختم ہو چکا ہے۔ اگر صورت حال یہی رہی تو لوگ سڑکوں پر آجائیں گے اور لوٹ مار شروع ہو جائے گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومتی ٹیم کو یہ بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کے اقدامات سے غریب آدمی بہت زیادہ متاثر ہو رہا ہے۔ عمران خان ریاست مدینہ کا دعویٰ کر رہے تھے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ انہوں نے اس حوالے سے شعوری طور پر کوئی ایک قدم بھی اٹھایا ہو۔ یہ اتنا مقدس نعرہ ہے کہ اگر انہوں نے اس حوالے سے کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر اللہ کا عذاب بھی آسکتا ہے جس سے ہمیں پناہ مانگنی چاہیے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو ہماری معیشت جس طرف جا رہی ہے وہ بھی ایک قسم کا عذاب ہی ہے۔ مہنگائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ سبزی خریدنا مشکل ہوگیا ہے۔ پچھلی حکومتیں کم سے کم ریلیف تو دیتی تھیں جبکہ خان صاحب کے مزاج میں روکھا پن بہت زیادہ ہے حالانکہ میں ان کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وہ نیک نیتی سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہوں نے غریب عوام کو کوئی ریلیف نہیں دیا۔ ایسی صورت حال میں عوام کیا کرے گی؟ اگر یہ صورت حال برقرار رہی تو میرا خیال ہے کہ خان صاحب کی حکومت پانچ سال پورے نہیں کر سکے گی۔

سوال: کسی بھی جماعت یا گروہ کی طرف سے احتجاجی دھرنے کے ذریعے چلتے ہوئے نظام حکومت کو بلاک یا فلاپ کرنے کی کوشش کرنا کیا دینی اعتبار سے درست عمل ہے؟

آصف حمید: اس حوالے سے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی حدیث ذہن میں رکھنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے

ہاتھ (طاقت) سے بدلے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (صحیح مسلم)

اگر ملک میں دینی شعائر کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، غیر اللہ کی حکمرانی ہو تو ہمارا دین اس حوالے سے ہمیں ایک تعلیم دیتا ہے اور اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آپ اپنی اصلاح کریں، دعوت سے لوگوں کو اکٹھا کریں، ان کی تربیت کریں تاکہ وہ دین پر عمل پیرا ہوں، نظم و نسق کے قائل ہوں اور پھر آپ حکومت وقت سے مطالبہ کریں کہ غیر اسلامی قوانین کو ختم کرو۔ اگر حکومت نہیں کرتی تو پھر اس کے خلاف دھرنا دیں، سسٹم کو بلاک کریں۔ دینی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے یہ کام کیے جا سکتے ہیں لیکن حدود میں رہتے ہوئے۔ یعنی پُر امن طریقے سے احتجاج کریں تاکہ لوگوں کا کوئی نقصان نہ ہو۔ لوگوں کو پتا ہو کہ آپ کا مقصد سیاسی نہیں بلکہ دینی ہے۔ آپ کے ساتھی سارے کے سارے دین کے ساتھ مخلص ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مثال ہمارے سامنے ہے انہوں نے دین کی خاطر جان دے دی تھی۔ ہم بہت عرصے سے کہہ رہے ہیں کہ الیکشن سے دین کا نفاذ نہیں ہو سکتا، نظام نہیں بدل سکتا۔ الیکشن تو نظام کو چلانے کے لیے ہوتا ہے۔ یہ پورا کا پورا نظام ہی کرپٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس نظام کے تحت کوئی دینی جماعت بھی حکومت میں آتی ہے تو وہ محدود پیمانے پر تبدیلی لا سکے گی۔ ہمارے سارے ادارے دین سے کوسوں دور ہیں۔ اس وقت اصل حل ہی یہ ہے کہ نظام کو بدلا جائے۔ یہاں پر قوانین صرف غریب کے لیے ہیں جو مراعات یافتہ طبقہ ہے وہ تو بڑی آسانی سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ وہ بیماری کا بہانہ بنا کر آرام سے باہر چلا جاتا ہے۔ دین کا منشا یہ نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتیں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا۔ اس ملک میں اس وقت بڑی مایوسی کی صورت حال ہے۔ اگر اس ملک کو صحیح معنوں میں ترقی یافتہ بنانا ہے تو پہلے نظام کو بدلنا ہوگا۔

سوال: تنظیم اسلامی ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے آخری مرحلے میں Picketing اور دھرنے کا پلان رکھتی ہے۔ کیا دورِ حاضر یا مستقبل میں ایسا پلان Feasible ہوگا؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تنظیم اسلامی کا منہج چھ مراحل میں بیان کیا ہے کہ پہلے دعوت ہے، پھر تنظیم ہے، پھر تربیت ہے اور پھر صبر محض ہے۔ اس کے بعد ہم اقدام کے مرحلے میں جائیں گے۔ اس کے بعد پھر تصادم کا مرحلہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں تو مسلح تصادم تھا جبکہ موجودہ دور میں اقدام کے مرحلے میں picketing کا لفظ ڈاکٹر صاحبؒ نے استعمال کیا ہے لیکن اس سے پہلے ایسے لوگوں کی جماعت بنانا جن کے ذاتی کردار اور ان کے خاندانوں میں اسلام نافذ ہو چکا ہو۔ یعنی ان کی معاش اور معاشرت اسلامی ہو چکی ہو۔ پھر ہمارا آغاز نہی عن المنکر کی تحریک سے ہوگا جس میں ہم کسی ایسے پہلو یا گوشے کی طرف جائیں گے جو تمام مسلمانوں میں مشترکہ طور پر حرام ہے۔ مثلاً کوئی بھی مسلمان سود کو حلال نہیں کہتا۔ اگر سود کے خلاف تحریک اٹھائی جائے تو کیا کوئی مسلمان یہ کہے گا کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح ہم بے حیائی کے خلاف کھڑے ہوں گے۔ اس طریقے سے ہمیں پھر عوامی حمایت حاصل ہوگی اور ہم حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ نظام تبدیل کرے۔ مولانا فضل الرحمان نے بارہا یہ کہا کہ ہم سیاسی آدمی ہیں۔ البتہ انہوں نے یہ ضرور کہا کہ ہم گولیاں کھائیں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی کہتے تھے کہ ہم صبر محض کے اصول پر احتجاج کریں گے۔ یعنی ہم خود مار کھائیں گے اور جس کو لوگوں کی خاموش اکثریت دیکھے گی کہ یہ لوگ مار کیوں کھا رہے ہیں۔ بصورت دیگر ہمارے سامنے 2007ء کا لال مسجد کا مشہور واقعہ ہے۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب جامعہ حفصہ کی طالبات ڈنڈے لے کر سڑک پر آئی تھیں۔ میڈیا نے اس واقعہ کو اتنا اٹھایا کہ جب حکومت نے آپریشن کیا تو کوئی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ بہرحال تنظیم اسلامی یہ دعوت پیش کر رہی ہے کہ ہم حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ نظام کو تبدیل کرے۔ اگر حکومت نظام تبدیل کرتی ہے اور غیر اسلامی قوانین ختم کرتی ہے تو ہمیں حکومت نہیں چاہیے کیونکہ ہماری کوشش حکومت کے لیے نہیں ہے، ہماری کوشش نظام کو درست کرنے کے لیے ہے۔ جیسے اقبال نے کہا تھا:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

تنظیم اسلامی حقیقی معنوں میں ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے اور اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ آج کے حالات میں سپریم کورٹ کے ایسے فیصلے موجود ہیں جن میں اس نے اس طرح کے احتجاج کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی احتیاط کرنی ہوگی جس طرح مولانا فضل الرحمان نے کشمیر ہائی وے پر احتیاط کی اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا کہ حکومت ان پر اس طرح کا کوئی الزام لگا سکے۔

آصف حمید: اصل میں ہم کوشش کے مکلف ہیں اور ہم نے کوشش کرنی ہے اور ہماری یہ کوشش انبیاء کی سنت ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دعوت دی اور معاشرے کی اصلاح کی کوشش کی لیکن معاشرہ ایسا تھا کہ کچھ لوگ ہی ایمان لائے۔ لیکن حضرت نوح علیہ السلام اللہ کی نگاہ میں پھر بھی کامیاب ہیں۔ ہمارے ذمہ خلوص دل اور نبی اکرم ﷺ کے اُسوہ کی روشنی میں کوشش کرنا ہے۔ اس اُسوہ کی حکمت کو دیکھتے ہوئے اور آج کل کے حالات میں اس کو اپلائی کرتے ہوئے اور اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ آپ ایسی حرکت نہ کریں کہ جس سے دشمنوں کو اسلام کو بدنام کرنے یا اس ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کا موقع ملے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام ہمارا اولین فریضہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے نہ ہم بیلٹ کی طرف جا رہے ہیں اور نہ بلٹ کی طرف جا رہے ہیں بلکہ ہم اس طریقے پر چل کر کریں گے جس پر نبی اکرم ﷺ نے کیا۔ مسلمان اللہ کا بندہ ہے اس کی بندگی مکمل ہی نہیں ہوتی جب تک وہ اجتماعی طور پر یہ کام نہیں کرتا۔ تنظیم اسلامی کا موقف ہے کہ ہمیں اللہ کے دین کے لیے کام کرنا ہے۔ نتیجہ اللہ تعالیٰ لے کے آئے گا اور اس میں اللہ کی مدد بھی ہمارے ساتھ ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ﴾ (الصف:13)

''اور ایک اور چیز جو تمہیں بہت پسند ہے۔ اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح''۔

اللہ نے تو ہمارا کام دیکھنا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس حوالے سے کوئی پریشانی نہیں ہے کہ یہ کامیاب ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ہمارے ذمہ تو کوشش ہے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تمام اہل قلم کی یہ ذمہ داری ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

18 سال کی لگاتار محنت اور بے پناہ وسائل کی کھپت سے پاکستان کا چہرہ بدلا گیا۔ نظریاتی شناخت دفن کر دی گئی۔ دارالحکومت میں لال مسجد کو اسم با مسمیٰ بنایا گیا حفاظ اور مدرسے کے طلبہ کے خون سے۔ کراچی میں بالخصوص علماء کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اور دنیائے کفر نے سکھ کی ٹھنڈی سانس لی کہ ایٹمی پاکستان اب پے در پے آپریشنوں سے گزر کر اپنا چہرہ، ساخت بدل کر پورا مخنث نما (transgender) ہوگیا۔ تالیاں پیٹتا، ٹھمکے لگاتا، بہکتا بہکاتا۔ پھر حکومت بھی ڈی جے والے رنگ رنگیلے دھرنے والوں کو مل گئی تو پوبارہ ہو گئے۔ اب راوی چین ہی چین لکھے گا، 'شدت پسندی' مٹا دی گئی۔ (یعنی اسلامی شناخت)۔ اچانک آزادی مارچ نے 18 سال کی محنت تلپٹ کر دی۔ اسلام آباد کے شب و روز مسلسل دو ہفتے گاڑھے اسلامی رنگ میں رنگے گئے۔ تیز بارش اور سردی بھی رنگ دھونے، بھگونے میں ناکام رہی۔ عملاً تہجد تا عشاء رکوع و سجود، قرآن اذکار، شرعی حلیوں نے سارے سیکولر، لبرل رنگ (اپنے موزے خود ڈھونڈو، مارچ) دھو ڈالے۔ پورا پاکستان دم بخود، بے مثل نظم و ضبط، امن و امان، بلا ادنیٰ ترین بھگدڑ، سات کلومیٹر پر محیط یہ حیران کن منظر دیکھنے پر مجبور و مبہوت رہا! یہ سرتاسر اللہ کی مشیت تھی، بھلے آپ اسے لاکھ سیاسی رنگ دیں، پھبتیاں کسیں۔ ختم نبوت، شان رسالت، سول حکمرانی، نظریۂ پاکستان کی بالادستی کی گونج دو ہفتے یوں فضاؤں پر حکمران رہی کہ سبھی دین دشمن منقار زیر پر دبکے رہے۔

یہ تمہید طولانی آپ کو اگلا نقشہ دکھانے کے لیے باندھی گئی ہے۔ اتنا گہرا ایمانی تاثر، کھوئی شناخت کی بازیابی۔ دین دشمن اندرونی بیرونی قوتوں کے سینے پر سانپ بن کر لوٹی۔ اب اس کا مداوا ہو رہا ہے پوری تندہی سے۔ اس کے لیے ریاست مدینہ کے دعوے داروں نے اسلام آباد آرٹ فیسٹول کے نام سے بارہ روزہ رنگ رنگیلا اہتمام کیا ہے۔ تیس ممالک اور پورے پاکستان سے اپنی نوعیت کا یہ پہلا آرٹ دھرنا ہے۔ شتر بے مہار رنگ ترنگ آزادی مارچ 600 آرٹسٹوں، بھانڈ میراثیوں، نچیوں گویوں کی بارات لیے جڑواں شہروں میں آن اترا ہے۔ اسے بہت سے آرٹ اداروں کی شراکت کاری نے منظم کیا ہے۔ مغربی سفارتخانوں کی آشیرباد اور حسب توفیق شراکت ہمراہ ہے۔ پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس (ٹماٹر زدہ عوام کی پھٹی جیبوں سے لوٹے ٹیکسوں پر پلنے والے ادارے) کے زیر اہتمام اور سیرینا ہوٹل کی سپانسر شپ سے فنون لطیفہ کے ہمہ نوع کثیفے اسلام آباد کو آلودہ کریں گے از سر نو۔ جڑواں شہروں کے میوزیم، آرٹ گیلریاں، تعلیمی ادارے، پبلک پارک (30 نومبر تک) پچھلے اثرات محو کرنے کے لیے استعمال ہوں گے۔ ''کھالے پی لے جی لے'' کا مقصد زندگی جو نوجوان نسل کو اشتہاروں، بل بورڈوں سے دیا جاتا رہا، اسے بھی روبہ عمل لایا گیا۔ اس کے لیے ایف نائن پارک اسلام آباد میں سہ روزہ کھانا اور موسیقی کی یکجائی کا میلہ لگا۔

لاہور الحمراء میں فیض احمد فیض فیسٹول میں ہزاروں افراد کے ٹھٹ لگے۔ ڈانس پرفارمنس لاہور گرائمر سکول کے ہونہاروں کے ذمے تھی۔ تعلیمی قابلیت کے اظہار اور قومی ترقی کا یہ بھی ایک پیمانہ ہے! کراچی میں قبل ازیں میریٹ ہوٹل میں سٹیزن فاؤنڈیشن کے تحت گائیکی کا بھاری بھرکم مقابلہ رہا۔ ابھرتے ستاروں کے نام سے نوخیز لڑکیاں لڑکے، 80 ہزار گھرانوں اور کراچی کے 150 سکولوں کے نمائندہ مدعو تھے۔ 1500 نے مقابلے میں حصہ لیا۔ بہترین چھانٹے گئے۔ یہ سعودیہ اور امارات کے شہزادوں کی طرح پاکستان کو بھی میلوں، ٹھیلوں، بھانڈوں کی آماجگاہ بنانے کا عالمی ایجنڈا ہے جو کشمیر بھلا کر روبہ عمل ہے۔ وہ ساری دنیا جو کشمیر اور میزائل زدہ خونچکاں فلسطین پر اندھی بہری گونگی ہے، ہمیں بھی راگ رنگ میں ڈبو کر تالیاں پیٹ رہی ہے۔ گوئٹھے انسٹی ٹیوٹ اور جرمن سفارتخانے کا اشتراک جرمن گلوکارہ اور سازندے کو جادو جگاتے، سحر طاری کرتے 20 نومبر کی تصاویر میں دیکھ لیجیے۔ کشمیر کی چیخ و پکار، آہیں سسکیاں اس ساز و آواز میں ڈوب گئیں۔ ہماری آنکھوں میں ان دو خونچکاں خطوں پر ڈھول جھونکنے کو اقوام متحدہ کا ایک بیان کافی ہے۔ فلسطین کی سرزمین میں ناجائز یہودی بستیاں (ایسی ہی تیاری اب بھارت کی کشمیر میں ہے) واشنگٹن نے قانونا جائز قرار دے دیں۔ اس پر یو این بولا کہ: ''یہ اعلان افسوسناک ہے۔ ہم فلسطینی عوام کی حمایت کے لیے پرعزم رہیں گے'۔ 1948ء سے 2019ء آ گیا۔ عالمی عزم اور اس کے پرعزم ادارے یو این کو دیکھتے ہوئے! کیا جوان عزمی پائی ہے! تین نسلیں فلسطین اور کشمیر میں آپ کے عزم کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ تقریروں، بیانات پر بھاری بھرکم تنخواہیں مظلوموں کے خون پر استوار سمیٹتے یو این اداکار، صداکار! ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات۔ افغانستان دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے لیے عزم و ہمت کی ایک ولولہ انگیز مثال ہے۔ ہم چھین کے لیں گے آزادی، کا عملی نمونہ! آزادی مارچ نے لرزہ طاری کر دیا تھا جسے دبانے، ڈبونے کو راگ رنگ کا اہتمام کیا گیا۔

آگے آنے والے وقت کی تیاری ذرا (مواخذے کی لپیٹ میں آئے) ٹرمپ کی دیکھیے۔ 'سعودی عرب میں مزید 3000 فوجی تعینات، راڈار و میزائل نظام دیں گے'۔ آرامکو تیل تنصیبات کو نشانہ بنانے کی آڑ میں (دال میں کالا ملاحظہ ہو!) مقدس سرزمین پر کفر کی فوج اور اسلحہ بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ دجالی محبت ہے! ماں سے بڑھ کر چاہے......! شام میں تیل کی تنصیبات پر بھی ایسا ہی بیان ٹرمپ نے دیا تھا: 'شام میں تیل کی لڑائی لڑیں گے۔ شام میں تیل حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو ہم سے لڑنا ہو گا۔ تیل کی حفاظت کے لیے ہم شام میں موجود رہیں گے'۔ مگر شام کا تیل ہو یا سعودی عرب و دیگر مسلم ممالک کا۔ یہ مسلم امت کی مشترکہ دولت اور امانت ہے۔ اس کے ہر قطرے پر مسلم ڈیڑھ ارب عوام کے بچے بچے کا حق ہے۔ مشرکوں کو جزیرہ نمائے عرب سے نکال دو، کی حدیث ہمارا حق ثابت کر چکی۔ تم شام، سعودی عرب کے ٹھیکیدار کس برتے پر بن بیٹھے؟

پاکستان میں انصافی حکومت اپنا اخلاقی جواز کھو بیٹھی ہے۔ آزادی مارچ سے گم ہوئی سٹی تمام تر بڑھکوں کے باوجود تا حال لاپتا ہے۔ گھبراہٹ، کپکپاہٹ کے دورے (Panic Attack) کی عملی تصویر، بدکلامی ہذیانی تقریر موٹروے (حویلیاں مانسہرہ) افتتاح میں دیکھی سنی گئی جس پر عمران خانی مداح بھی بدک گئے۔ نا اہلی، بدانتظامی کی شاہکار حکمرانی (سٹاک مارکیٹ بھی کریش) کو چار چاند اُن کی بدزبانی سے لگتے ہیں۔ خارجہ امور، دفاع

معاملات، دنیا بھر کے بڑے بڑوں سے ملاقاتیں، معیشت (غیر آئینی طور پر) سویلین حکومت کے دائرہ اختیار سے کل بھی باہر تھی، آج مزید باہر ہوگئی۔ سید مودودیؒ نے 1962ء میں اس ضمن میں جو لکھا تھا وہ آج بھی حرفاً معناً لاگو ہوتا ہے:

''انتظامی امور اور سول ایڈمنسٹریشن میں فوج کا داخل ہونا فوج کے لیے بھی اور ملک کے لیے بھی سخت تباہ کن ہے۔فوج بیرونی دشمنوں سے حفاظت کے لیے منظم کی جاتی ہے، ملک پر حکومت کرنے کے لیے منظم نہیں کی جاتی۔ اس کو تربیت دشمنوں سے لڑنے کی دی جاتی ہے۔ اس تربیت سے پیدا ہونے والے اوصاف خود اپنے ملک کے باشندوں سے معاملہ کرنے کے لیے موزوں نہیں ہوتے.....فوج کا (سیاست کاری یا ملکی نظم و نسق کے انتظام میں) اس میدان میں اترنا لامحالہ فوج کو غیر ہر دل عزیز بنانے کا موجب ہوتا ہے۔ حالانکہ فوج کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ سارے ملک کے باشندے اس کی پشت پر ہوں ...... دنیا میں زمانہ حال کے فوجی انقلابات نے ملکی نظام میں فوج کی شمولیت کو مفید ثابت نہیں کیا، بلکہ اس کے برے نتائج ظاہر کر دیے ہیں۔''

(ترجمان القرآن، جنوری 1962ء)

پاکستان کو جو نقصان پرویز مشرف کے ایک (ڈکٹیٹری) یوٹرن سے پہنچا، اس کے آج تک ہمہ گیر نقصانات ہم اٹھا رہے ہیں۔ پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کراچی کو ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری، عقوبت خانوں، علماء کے قتل، تالا بند ہڑتالوں، لینڈ مافیا، ایم کیو ایم کے ذریعے جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہ اب اظہر من الشمس ہے۔ پاکستان کے اعصاب پر میڈیا کے ذریعے مسلط کردہ الطاف حسین ہر چینل پر دھاڑتا کسے یاد نہیں۔ جس کی بغل میں 70،70 قتل کے مرتکب ان گنت قاتل پناہ لیے دبکے تھے۔ اب بھی 96 افراد کا قاتل (لندن والا) بیان دے رہا ہے: ''قیادت کے حکم پر قتل کرتا تھا''۔ اب وہی الطاف حسین مودی سے (اپنے بھارت دوستی کے احسانات جتا کر) سیاسی پناہ اور معاشی امداد کا طالب اور بابری مسجد گرانے پر اس کا مدح سرا ہے۔ پاکستان کو اپنی بقاء، خود مختاری، استحکام اور شناخت کی بحالی کے لیے بہت کچھ سرتاپا بدلنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ممکن ہے۔ ''ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی'' آج بھی سچ ہے۔

جگائیں سوئی ہوئی اپنی قوم کو اعجاز
تمام اہل قلم کی یہ ذمہ داری ہے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(14 تا 27 نومبر 2019ء)

منگل (19 نومبر) کو صبح 09:00 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ بدھ (20 نومبر) کو قرآن اکیڈمی میں 12:00 تا 01:00 بجے کے دوران ایک طالب علم وقاص نذیر صاحب نے امیر محترم سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ایک حبیب مرزا آصف بیگ صاحب نے ''نظام کو کیسے بدلا جائے'' کے حوالے سے امیر محترم سے رہنمائی حاصل کی۔ اسی دن شام کو آس اکیڈمی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر شاہد اویس قرآن اکیڈمی میں امیر تنظیم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ایک بھرپور نشست رہی۔ متعدد دینی اور تحریکی موضوعات پر بہت مثبت اور خوشگوار ماحول میں اُن کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کا موقع ملا۔

جمعرات (21 نومبر) کو صبح 09:00 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو قریباً 12:00 بجے تک جاری رہا۔

منگل (26 نومبر) قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ بعد ازاں قریباً 12:15 بجے سے سہ پہر سوا تین بجے تک قرآن اکیڈمی میں IONA کے ایک اہم رکن المان چودھری کے ساتھ ملاقات رہی جس میں انہوں نے IONA کی موجودہ صورت حال کے حوالے سے تفصیل سے گفتگو کی اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ اس ملاقات میں محترم ڈاکٹر عبدالسمیع بھی موجود تھے۔ اسی دوران شکاگو سے ہاشم خان بھی تشریف لے آئے اور وہ بھی شریک گفتگو رہے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر بحریہ ٹاؤن سے فیصل حسنین ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ تنظیم کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور بحمد اللہ انہوں نے تنظیم میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ دسمبر 2019ء
ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ

مشمولات

☆ گلوبل ڈیموگرافک اینڈ آئیڈیالوجیکل چیلنج؟ — ادارہ
☆ سقوطِ ڈھاکہ کا سانحۂ فاجعہ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ جنت اور جنتیوں کے احوال — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ قانونِ وراثت: قرآن حکیم کا تاکیدی اسلوب — حافظ محمد مشتاق ربانی
☆ فریضۂ اقامتِ دین: اسلاف کی آراء و تعامل (۲) — عبدالسلام عمر

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع

فکری سبق کا اعادہ

مرتب: احمد علی محمودی

ہم مقصد ساتھیوں کے باہم مل بیٹھنے سے جذبات کو تحریک اور مثبت احساسات کو تقویت ملی

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2019ء کی مفصل روداد

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 15، 16 اور 17 نومبر 2019ء کو مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں پورے ملک سے رفقاء شریک ہوئے۔ جمعہ کے دن صبح سویرے قافلے اجتماع گاہ میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ نماز جمعہ اجتماع گاہ کے پنڈال میں ادا کی گئی۔ نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے خطاب جمعہ میں سورۃ التغابن کی آیات 11 تا 13 کی روشنی میں خطاب کیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ اجتماع کے پنڈال کو خوبصورت آیات قرآنی اور اشعار سے مزین کیا گیا تھا۔ مکتبہ خدام القرآن اور مکتبہ تنظیم اسلامی کے علاوہ دیگر سٹالز بھی لگائے گئے تھے، جن پر کھانے پینے کی اشیاء رفقاء کے لیے دستیاب تھیں، تاہم پروگرام کے دوران تمام سٹالز بند ہوتے تھے۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض مرکزی ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے ادا کیے۔

پہلا دن (15 نومبر بروز جمعۃ المبارک)

افتتاحی کلمات............امیر محترم

اجتماع کا باقاعدہ آغاز 15 نومبر 2019ء بعد نماز عصر ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید بوجوہ صحت کی ناسازی اجتماع میں شریک نہیں ہو سکے، ان کی عدم موجودگی میں صدر مجلس چودھری رحمت اللہ بٹر تھے، امیر محترم کا پیغام ان کی ہدایات پر مرکزی ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے پڑھ کر سنایا، جس میں فرمایا گیا تھا کہ سالانہ اجتماع عام دیگر انجمنوں یا جماعتوں کے لیے چاہے کچھ بھی مفہوم رکھتے ہوں، نظریاتی جماعتوں بالخصوص انقلابی تحریکوں کے لیے یقیناً اہم سنگ ہائے میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

الحمدللہ! ہماری اجتماعیت کی بنیاد اصلاً اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے حصول پر استوار ہے۔ یہ تنظیم جملہ دینی فرائض کی انجام دہی اور خاص طور پر اقامت دین یا اسلامی انقلاب کے بیعت ہجرت وجہاد فی سبیل اللہ اور سمع وطاعت فی المعروف پر مبنی اسلامی انقلابی جماعت ہے، اس قافلے کا رخ لیظھرہ علی الدین کلہ اور یکون الدین کلہ للہ کی جانب ہے۔

امسال سالانہ اجتماع دعوت فکر اسلامی مہم (یکم اگست تا 31 اکتوبر 2019ء) کے اختتام پر منعقد ہو رہا ہے، گویا اس مہم کے تکملہ وتتمہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس لحاظ سے اس اجتماع میں ان شاء اللہ العزیز فکر تنظیم کے مختلف گوشوں کو فکری وعملی اعتبار سے پرکھنے کا موقع ملے گا۔ بیعت سمع وطاعت کے تقاضوں کو پورے طور پر ملحوظ رکھیے اور اس ضمن میں طبیعت کے کسی کسل، شیطان کی کسی چال اور علائق دنیا کے کسی بندھن کو رکاوٹ نہ بننے دیں۔ اور اس خداداد موقع سے کماحقہ فائدہ اٹھاتے ہوئے غلبہ واقامت دین کے مبارک مشن کو تیز تر کرنے کے ولولہ تازہ کے ساتھ اجتماع گاہ سے رخصت ہوں۔

ہدایات............مرزا قمر رئیس

ناظم اجتماع مرزا قمر رئیس نے رفقاء کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ اجتماع کے دوران تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ اور سنت رسول ﷺ کی راہنمائی کو پیش نظر رکھیں۔ اسٹالز پر وقفہ میں جائیں، تعارفی کارڈ اپنے گلے میں ڈال کر رکھیں، گم شدہ اشیاء استقبالیہ پر جمع کرا دیں، تمام پروگراموں میں پوری دلجمعی کے ساتھ شریک ہوں۔ کوئی ایسا کام نہ کریں، جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اجتماع کے ماحول کو شائستہ رکھنے کے لیے ذمہ داران سے بھرپور تعاون کریں۔

تعلق مع اللہ بذریعہ حبل اللہ............ڈاکٹر ضمیر اختر خان

حلقہ اسلام آباد کے امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے ''تعلق مع اللہ بذریعہ حبل اللہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کتاب اللہ کی آیات پڑھتے اور سماعت کرتے ہوئے جائزہ لیں کہ ہماری دلوں کی کیفیت کیسی ہے؟ اگر قرآن کا اثر دلوں پر ہو رہا ہے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے، اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو دل مردہ ہو چکا ہے اسے دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تعلق مع اللہ دین کی بنیادی ضرورت ہے، اقامتِ دین کی جدوجہد ہو ہی نہیں سکتی، جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جڑا ہوا نہ ہو، یہی تعلق اللہ کی مدد اور نصرت کا ذریعہ ہے۔ جب یہ تعلق بن جاتا ہے تو ایسے لوگ رات کے اوقات میں بہت کم محو استراحت ہوتے ہیں، ان کے دن کے اعمال بھی قابل تقلید ہوتے ہیں، انہیں مزید سہاروں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ حبل اللہ سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ فتنوں سے نکلنے کا راستہ حبل اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں کی برکت............سجاد سرور

نماز مغرب کے بعد سجاد سرور نے ''اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں کی برکت'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دنیا کی بجائے آخرت کی زندگی کو اہمیت دینی چاہیے کیونکہ وہی اصل اور ابدی زندگی ہے۔ دنیا ضرورت کے درجہ میں رہے، صبر وشکر کی صفات سے خود کو متصف کریں۔

فضائے بدر پیدا کر............انجینئر شفیع محمد لاکھو

حلقہ حیدر آباد کے امیر انجینئر شفیع محمد لاکھو نے ''فضائے بدر پیدا کر'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فضائے بدر پیدا کرنے والی جماعت ہی سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے، یہ جماعت لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دینے والی ہے، خیر سے مراد قرآن کریم ہے، جس کی حیثیت مقناطیس کی سی ہے جو سلیم الفطرت لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا

ہے، دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کا علم بھی ضروری ہے۔

مذاکرہ............اسلامی نظام کا قیام بذریعہ تحریک یا انتخابات

اسلامی نظام کا قیام بذریعہ تحریک یا انتخابات کے زیر عنوان مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا، شرکاء مذاکرہ میں مرکزی ناظم نشر واشاعت مرزا ایوب بیگ، نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع، ناظم بیرون پاکستان وشعبہ انگریزی بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، حلقہ پنجاب جنوبی کے امیر ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی، نائب ناظم تعلیم وتربیت شجاع الدین شیخ اور حلقہ لاہور غربی کے معاون امیر ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف شامل تھے۔ اس مذاکرہ کا حاصل کلام یہ تھا کہ جماعت اسلامی جو قیام پاکستان سے پہلے ایک اُصولی، اسلامی انقلابی جماعت تھی، قیام پاکستان کے بعد وہ قومی، اسلام پسند سیاسی جماعت بن گئی مگر 70 کی دہائی میں مولانا سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ ہم نے انتخابات کا جو راستہ اختیار کیا ہے، اس سے اسلامی انقلاب کی منزل سر ہونے والی نہیں ہے، یہی بات جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسن نے بھی اپنے دورِامارت میں کہی کہ ''ہمیں انتخابی سیاست کے راستے کے مقابلے میں کچھ اور سوچنا چاہیے''۔ انتخابات کے ذریعہ چہرے یا ہاتھ تو بدلتے ہیں مگر نظام نہیں بدلتا، نظام جب بھی بدلتا ہے تو وہ کسی انقلابی تحریک ہی کے نتیجے میں بدلتا ہے۔

موسم کی خرابی اور بارش کے باعث یہ پروگرام برخاست کردیا گیا، اس پروگرام کے بقیہ حصہ کی تکمیل اجتماع کے دوسرے دن (16 نومبر بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب) کی گئی۔

دوسرا دن (16 نومبر بروز ہفتہ)

وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا......ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

دوسرے دن نماز فجر کے بعد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے امیر ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے بنی اسرائیل کی آیت 19 ''وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَہَا سَعۡیَہَا'' کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم ایمان کا ذکر کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرۃ کا ذکر ہوتا ہے، ان ایمانیات میں ہر ایمان کی اپنی اہمیت وضرورت ہے، ایمان باللہ اصل واصول ہے جبکہ ایمان بالرسالت کی حیثیت قانونی اور ایمان بالاخرہ کی حیثیت عملی ہے۔ انسان کا عمل درست نہیں ہوسکتا، جب تک ایمان بالآخرۃ نہ ہو، یہ حقیقت اندر سے نکلتی ہے، جب تک انسانی ضمیر زندہ ہے، احتساب کا تصور موجود رہے گا۔ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا، اس کا سبب حبِ دنیا ہے، جب دنیا کو ترجیح دی جائے تو آخرت آنکھوں سے اُوجھل ہوجاتی ہے، شیطان انسان کو آخرت کے بارے میں جھوٹی تسلیاں دیتا ہے کہ آخرت ہے ہی نہیں۔ اسی طرح انسان جب دیکھتا ہے کہ میرا اللہ پر ایمان بھی نہیں مگر اس کے باوجود مجھے دنیا میں تمام راحتیں مل رہی ہیں تو وہ سمجھتا کہ یہ اللہ کا مجھ پر کرم ہے، دین داری وفاداری نہیں، آخرت میں بھی عیش مجھے ہی ملے گا، جبکہ دنیا میں انسان کو جو مال ودولت حاصل ہے، یہ سب آزمائش ہے، آخری فیصلہ تو مرنے کے بعد ہوگا۔

اس کے بعد وقفہ برائے ناشتہ تھا۔

قرآنی دعوت کا لب لباب.........چودھری رحمت اللہ بٹر

صبح ناشتے کے بعد پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا تو مشیر خاص امیر محترم وصدر مجلس چودھری رحمت اللہ بٹر نے ''قرآنی دعوت کا لب لباب'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دعوت دین واقامت دین جہاد فی سبیل اللہ کے مراحل ہیں مگر ہم نے صرف نماز وروزے ہی کو دین سمجھ لیا ہے، ہم اپنی زندگی کی پوری توانائیاں اقامت دین کے لیے صرف کریں، اگر یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں تو اس پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں، وگرنہ اس کا احساس کریں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ کام انفرادی طور پر انجام نہیں دیا جاسکتا، اگر انفرادی حیثیت میں یہ کام ہوسکتا تو ہر نبیؑ انفرادی حیثیت میں یہ کام انجام دیتا، مگر ایسا نہیں ہوا، یہ کام جماعت بنا کر ہی سرانجام دیا جاسکتا ہے اور جماعت بھی ایسی کہ جو سمع وطاعت کی بنیاد پر قائم کی گئی ہو، اس کی بنیاد شخصی بیعت پر ہو، ایسی جماعت ڈھونڈنا اور اس میں شامل ہونا فرض ہے، اگر ایسی جماعت میں شامل نہیں ہورہے ہے تو بندگی رب اُدھوری ونامکمل ہے۔

صحابہ کرامؓ اور غلبہ دین کی جدوجہد.........ڈاکٹر حافظ خالد شفیع

ڈاکٹر حافظ خالد شفیع نے ''صحابہ کرامؓ اور غلبہ دین کی جدوجہد'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی نشر واشاعت، دین کی دعوت وتبلیغ اور غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والے طبقات میں سب سے اَرفع وقائدانہ مقام انبیاء ورسل کے بعد کسی کا ہے تو وہ صحابہ کرامؓ ہیں، ان کی سرفروشیوں وقربانیوں کا موازنہ کسی اور جماعت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے جانثار حضور نبی کریم ﷺ کو ملے، ایسے جانثار کسی دوسرے نبیؑ کو حاصل نہیں ہوئے، تمام صحابہؓ مینارۂ نور ہیں، ہمارے لیے صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ایک خوبصورت نمونہ ہیں، وہ دن کے شاہسوار اور رات کے راہب تھے۔ تاریخ میں ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے، جن میں سے صرف دس ہزار حجازِ مقدس جبکہ سوا لاکھ صحابہ کرامؓ اشاعت وغلبہ دین کے لیے پوری دنیا میں پھیل گئے، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو دنیا ہی میں اپنی رضا کے سرٹیفکیٹس عطا فرمائے، صحابہ کرامؓ سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان سے عداوت رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے۔

بیعتِ مسنونہ اور دستوری نظام کا تقابلی جائزہ......انجینئر سید نعمان اختر

امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر سید نعمان اختر نے ''بیعتِ مسنونہ اور دستوری نظام کا تقابلی جائزہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نظام جماعت کی دو صورتیں ہیں۔ 1۔ دستوری اور 2۔ شخصی بیعت۔ جمہوری یا دستوری نظام مغرب کی پیداوار ہے، جبکہ شخصی بیعت کا نظام مسنون ہے اور یہ دستوری نظام پر فائق ہے۔ دستوری نظام میں مشاورت حق ہے، اس کے مقابل شخصی بیعت میں مشورہ امیر کی ضرورت ہے۔ دستوری نظام میں امیر مشورہ کے بعد فیصلہ کثرت رائے پر کرتا ہے، جبکہ شخصی بیعت میں فیصلہ کا مکمل اختیار اور ویٹو پاور امیر کو حاصل ہے، امیر کثرت رائے کا پابند نہیں، دستوری نظام میں محدود مدت کے لیے نصب وعزل جماعت کے مشورے سے ہے، جبکہ شخصی بیعت کے نظام میں امارت کا دورانیہ تاحیات ہے۔ بیعت کے نظام کو عصر حاضر میں ہم نے زندہ کیا ہے، اس نظام کو برقرار رہنا چاہیے۔

بعدازاں چائے اور باہمی تعارف کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد ''فریضہ اقامت دین اسلاف کی نظر میں'' کے عنوان پر عبدالسلام عمر کا خطاب تھا، مگر وہ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے خطاب نہ کرسکے، جس کی وجہ سے پروگرام کی ترتیب میں معمولی تبدیلی کی گئی۔

رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب.........اعجاز لطیف

مرکزی ناظم بیت المال اعجاز لطیف نے ''رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج غلبہ اسلام کے لیے لوگوں کے جذبے میں کمی نہیں ہے، لیکن صحیح لائحہ عمل پیش نظر نہ ہونے کے باعث تحریکیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہیں، جبکہ اسلامی انقلاب کے لیے صحیح لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا جو صرف

اُسوۂ رسول ﷺ میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا۔کوئی دوسرا انقلاب اس کے مقابلے میں نہیں آسکتا۔گویا طریق انقلاب کے لیے اب دنیا کے سامنے صرف ایک ہی منبع و سرچشمہ ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کے اصل تقاضے......فضل باسط

نمازِ ظہر کے بعد فضل باسط نے ''اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کے اصل تقاضے'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے کہا کہ ہمیشہ سچ بولیں، امانت میں خیانت نہ کریں اور پڑوسی سے اچھا سلوک کریں۔ان تینوں امور کا تعلق عبادات سے نہیں بلکہ معاملات سے ہے، اگر ان پر عمل نہ کیا جائے تو آپس کی حق تلفی ہوگی۔

اس کے بعد نمازِ عصر تک کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

مسلمان بھائی کی حاجت روائی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات.....حمزہ شاہد ڈار

نمازِ عصر کے بعد حمزہ شاہد ڈار نے ''مسلمان بھائی کی حاجت روائی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے کہا کہ مسلمان بھائیوں کی حاجات دنیاوی بھی ہیں اور دینی بھی۔ان کی حاجات انفرادی بھی ہو سکتی ہیں اور اجتماعی بھی، اگر ہم اپنا مال دوسروں پر خرچ نہیں کریں گے تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنی نعمت چھین لے،یہی معاملہ ہدایت کا بھی ہے،کوئی بھی اجتماعیت اس وقت تک مضبوط نہیں ہوگی، جب تک ایک دوسرے کے حالات سے مکمل واقفیت نہ ہو ہمیں ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے اور ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہنا چاہیے۔

ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان مختار حسین فاروقی نے ''اقبال ،قرآن اور انقلاب'' کے موضوع پر خطاب کرنا تھا مگر وہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے خطاب نہ کر سکے۔

سوشل میڈیا!استعمال اور احتیاط..........آصف حمید

مرکزی شعبہ سمع وبصر کے میڈیا انچارج آصف حمید نے ''سوشل میڈیا!استعمال او راحتیاط'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔انہوں نے کہا کہ سوشل میڈیا فتنہ ہی نہیں بلکہ پھندا بھی ہے، یہ دجالی جال ہے۔آج ہم اپنی تمام معلومات بخوشی اس کے حوالے کر رہے ہیں،اس دجالی فتنے کو معلوم ہے کہ آپ کے دوست کون ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے پورا مہینہ کہاں گزارا؟اس میں ہر شخص کے مزاج کے مطابق پلیٹ فارم موجود ہے مگر ہم اس آزمائش کا ادراک نہیں کر پا رہے۔سوشل میڈیا سے برائی کا احساس مٹ رہا ہے۔بدنظری جس قدر اب عام ہوئی ہے، اس سے قبل اس کا تصور بھی نہ تھا،فحش لطائف کی کثرت ہے، ریا کاری، عجب اور خود پسندی کے نتیجے میں بدنظری فروغ پا رہی ہے۔بلاتحقیق بات کو آگے بڑھایا جا رہا ہے،غیر صالح افراد سے تعلقات اور دوستیاں پیدا کی جا رہی ہیں، جس کے اثرات معاشرہ میں نمایاں ہو رہے ہیں۔آج ہمارے پاس ذکر الٰہی اور غور وفکر کے لیے وقت ہی نہیں ہے،خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس فتنے سے بچے ہوئے ہیں۔اگر استعمال کرنا ناگزیر ہو تو ہم اسے کم سے کم وقت دیں،غیر شرعی پوسٹ کو نہ دیکھیں اور نہ ہی شیئر کریں،سوشل میڈیا صرف دین کی اشاعت اور اقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے استعمال کریں۔

بامقصد زندگی..........ڈاکٹر محمد الیاس

ڈاکٹر محمد الیاس نے ''بامقصد زندگی'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے تمام مراسم عبودت اللہ کی رضا کے لیے ہوں، یہی مقصدِ زندگی دجال کے فتنے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ہر چیز کے وجود کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے اور وجودِ انسانی کا مقصد عبادت و بندگی رب ہے،ہمیں اس مقصد کو خود بھی اختیار کرنا ہے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دینا ہے،بعض لوگ ضروریاتِ زندگی ہی کو مقصد سمجھ لیتے ہیں اور اس پر اپنی پوری زندگی کھپا دیتے ہیں۔بعض لوگ خوشی کی تلاش میں لذات میں پڑ جاتے ہیں، جبکہ اطمینان اور سکون اللہ کے ذکر اور یاد میں ہے،مقصدِ حیات جتنا پست ہوتا ہے، سیرت و کردار بھی اتنا ہی پست ہوتا ہے،مقصدِ حیات جتنا بلند ہوتا ہے،سیرت و کردار بھی اتنا ہی بلند ہوتا ہے، اچھی خوراک ،اچھا لباس، اچھا مکان ، مال اور اولاد یہ سب ضروریاتِ حیات ہیں، مقصدِ حیات نہیں ہیں۔جب کوئی چیز اپنا مقصد کھو دیتی ہے تو اسے پھینک دیا جاتا ہے،ہمیں سب سے بڑی منزل اللہ کی رضا کو اپنا مقصود بنانا ہے، اسی سے آخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

ویڈیو پروگرام..........بانی محترم رحمہ اللہ

نمازِ عشاء سے پہلے بانی محترم رحمہ اللہ کا ویڈیو خطاب (اختتامی خطاب بموقع سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی 1993ء) ویڈیو پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔بانی محترم کا رفقاء تنظیم کی خدمت میں یہ خطاب تنظیم کی دعوت ،فرائض ،کرنے کے کام اور وصیتوں سے بھرپور تھا،جس کا دورانیہ تقریباً دو گھنٹے تھا۔

پانچ باتیں (عمل کرنے والوں کے لیے)......نعمان اصغر

نمازِ عشاء کے بعد نعمان اصغر نے ''پانچ باتیں (عمل کرنے والوں کے لیے)'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے بچ جاؤ تو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ تو تم سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے۔اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو تو تم حقیقی مؤمن بن جاؤ گے۔جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے پسند کرو۔زیادہ نہ ہنسا کرو، یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

تیسرا دن (17 نومبر بروز اتوار)

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ..........محمد سلیم اختر

نمازِ فجر کے بعد حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم تعلیم و تربیت محمد سلیم اختر نے ''مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کے موضوع پر درس قرآن دیا۔انہوں نے کہا کہ انفاق کے معنی خرچ کرنا ہے جس میں مال وجان دونوں کا خرچ کرنا شامل ہے۔دنیا میں رہتے ہوئے انسان اپنی ضروریات کے لیے وقت اور صلاحیتیں خرچ کرتا ہے،مگر اصل گوشوارہ وہ ہے جو اللہ کے پاس بھرا جا رہا ہے، ہماری جان و مال اس راستے میں خرچ ہونی چاہییں ، جہاں اللہ ہم سے تقاضا کرتا ہے،بھوکے کو کھانا کھلایا جائے اور اس سے شکریہ کی توقع نہ رکھی جائے ، یہ کام فقط اللہ کی رضا کے لیے ہو۔صدقہ کا لفظ صدق سے ہے ،قرآن کریم میں جہاں نماز کا حکم ہے،اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے،قرآن کریم میں زکوٰۃ کو بھی صدقہ کہا گیا ہے۔دین رویوں کا نام ہے،دل کی نرمی مال

خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اپنا مال وہاں خرچ کریں جہاں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔شیطان بھوک وافلاس سے ڈراتا ہے کہ کل کہاں سے خرچ کرے گا۔ہم نے ہروقت شیطان کو شکست سے دوچار کرنا ہے۔ہم جب حبّ ِ جاہ ومال سے چھٹکارا پائیں گے، تو ہم پر حکمت آشکارا ہوگی، یہ حکمت خیر کثیر ہے۔انفاق سے الف ختم کردیں تو پھر یہ نفاق بن جاتا ہے، اللہ کے ہاں مال کی مقدار نہیں، خلوص اور جذبہ کو دیکھا جاتا ہے، ایثار وقربانی کرنے والے ہی حزب اللہ ہیں۔

اس کے بعد وقفہ برائے ناشتہ تھا۔

اسلام اور سیکولرازم........ڈاکٹر عبدالسمیع

صبح ناشتے کے بعد پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا تو نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''اسلام اور سیکولرازم'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے۔اس نے دو اور دو چار کی طرح ہماری تخلیق کا مقصد بیان کیا ہے کہ میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، جبکہ سیکولرازم نے یہ چور دروازہ نکالا کہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو انسانی ہمدردی کے لیے پیدا کیا ہے، جبکہ بندہ بندگی رب سے بندھا ہوا ہے۔سیکولرازم کا مقصد بندگی رب سے روکنا ہے۔وہ یہ کوشش کئی سطحوں پر کرتا ہے، سب سے پہلے تو وہ نظریاتی سطح پر اللہ کو ماننے سے روکتا ہے، یہ کام نظام تعلیم کے ذریعہ کیا جارہا ہے، جہاں یہ ذہن سازی کی جاتی ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کو حقیقی نہیں سمجھتا، جو حواس خمسہ کی گرفت میں نہ آئے۔اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات پیدا کی لیکن سیکولر تعلیم یہ ذہن بناتی ہے کہ مادہ ہمیشہ سے موجود ہے، اس کے مختلف عناصر کے عمل اور ردِعمل کے نتیجے میں کائنات وجود میں آئی ہے۔یہ وہ سوچ ہے جو سیکولرازم نے پیدا کی ہے کہ درمیان میں سے اللہ تعالیٰ کو نکال دیا گیا کہ یہ کائنات کا نظام حادثاتی طور پر خود بخود چل رہا ہے۔اس کے عناصر ایک دوسرے کے ساتھ عمل کررہے ہیں اور پھر اس کا ردِعمل ہورہا ہے اور ردِعمل ہوتے ہوتے یہ پوری کائنات وجود میں آگئی۔سیکولرازم نے انسان کے اس وجود کا انکار کردیا جو فیصلہ کرتا ہے، ساری سوچ اس کے گرد گھوم رہی ہے کہ اس جسم کو بچانا کیسے ہے؟ قرآن مجید کا اصل موضوع آخرت ہے اور ہماری منزل جنت ہے، سیکولرازم نے اس کے مقابل حیاتِ دنیاوی کو رکھ دیا۔لہٰذا انسان کی ساری سوچ کا محور یہ دنیا اور اس کا وجود بن گیا۔

عالمی وقومی منظرنامہ......ایوب بیگ مرزا

ناظم نشرواشاعت ایوب بیگ مرزا نے عالمی وقومی منظرنامہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ابلیسی اتحاد ثلاثہ اسرائیل، امریکہ اور بھارت کا مقصد یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک مکمل طور پر ہمارے غلام بن جائیں، وگرنہ انہیں نیست ونابود کردیا جائے۔اسرائیل پاکستان کے دشمن ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی قوت ہے۔افغان طالبان کو افغانستان کے 70 فی صد حصے پر کنٹرول حاصل ہے اور انہیں روس، چین اور پاکستان کی حمایت حاصل ہے۔افغان طالبان نے واضح طور پر بتادیا ہے کہ ہم افغانستان سے امریکہ کا مکمل انخلا چاہتے ہیں۔چین نے اپنی پوری توجہ اپنی اقتصادی ترقی پر مرکوز کررکھی ہے جبکہ چین کی اقتصادی ترقی کو روکنے کے لیے امریکہ نے یہ راستہ نکالا ہے کہ اسے جنگ میں دھکیل دیا جائے۔بی جے پی ہندوستان کو ہندو مذہبی ریاست بنانا چاہتی ہے جبکہ پاکستان مذہبی سے سیکولر ریاست بن رہا ہے۔ہندوستان میں اکھنڈ بھارت کے نعرے لگائے جارہے ہیں، کشمیر میں مسلسل کرفیو کا نفاذ ہے، تف ہے ایسے لوگوں پر جو دنیا میں جانوروں کے حقوق کی بات تو کرتے ہیں، مگر انہیں مسلمانوں پر جاری ظلم دکھائی نہیں دیتا۔جمعیت علماء ہند نے کہا ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے، بھارتی سپریم کورٹ نے بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کا فیصلہ دے دیا ہے۔پاکستان میں مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے، بہت سی فیکٹریاں بند ہوچکی ہیں، حکومت اقتصادی میدان میں مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے، ریاست مدینہ کے حوالہ سے اب تک کوئی پیش رفت سامنے نہیں آئی۔

آنے والے دور کی ایک تصویر........شجاع الدین شیخ

نائب ناظم تعلیم وتربیت شجاع الدین شیخ نے ''آنے والے دور کی ایک تصویر'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم جس زماں ومکاں اور حالات میں کام کررہے ہیں، اس کے تناظر میں ہمارا ماضی بھی ہمارے سامنے ہے اور حال تو ہے ہی ہمارے سامنے اور مستقبل بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے، تاکہ ماضی سے سیکھا جاسکے اور مستقبل کی فکر کی جاسکے، مگر اصل معاملہ تو آخرت کا ہے۔جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی دھوکے اور فریب کے سوا کچھ نہیں۔آج تم سورہے ہو، موت آئے گی تو تب تم جاگو گے، میرے اور آپ کے حساب سے یہ وقت کا اختتام نہیں بلکہ آغاز ہوگا۔قیامت سے پہلے بہت کچھ ہوتا آرہا ہے اور بہت ساری علامات کا ظہور ابھی باقی ہے، ہمارا ایمان ہے کہ زبان رسالت ﷺ سے جو کچھ ادا ہوا، اس کا ظہور برحق ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم اور محمد الرسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ میں مستقبل کے حوالہ سے جو خبریں دی ہیں، ہمارا ان پر پختہ ایمان ہے۔

امیر محترم کی والدہ محترمہ کا پیغام رفقاء تنظیم کے نام ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور ڈاکٹر عارف رشید نے پڑھ کر سنایا۔

اختتامی خطاب........شجاع الدین شیخ

اختتامی خطاب بھی شجاع الدین شیخ ہی کا تھا، آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ کچھ بظاہر مشکل حالات کے باوجود اللہ کی توفیق سے یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے، ہم پر یہ واجب ہے کہ اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ادا کریں۔میں تمام مقررین، مدرسین، حلقہ جنوبی پنجاب کے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہمارے گھروں میں جن لوگوں نے محنتیں اور دعائیں کی ہیں وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم 7 عطا فرمائے۔تین ماہ کی دعوتی مہم کے بعد ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھیں۔یہ مہم مکمل ہوئی ہے، کام مکمل نہیں ہوا۔ایک نئے جذبے کے ساتھ اپنے اپنے مقامات پر دعوت واقامتِ دین کے کام کو تیز تر کریں کہ اگلے سال یہ پنڈال چھوٹا پڑ جائے، اپنی باطنی کمزوریوں کا جائزہ لیتے رہیں۔تلاوت وفہم قرآن، قیام اللیل، مسنون دعاؤں، استغفار اور رسول اکرم ﷺ پر درود شریف کو اپنی زندگی کا مستقل معمول بنائیں۔

خصوصی مشیر امیر تنظیم وصدر مجلس چودھری رحمت اللہ بٹر کی دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا، اور آخر میں صدر مجلس رحمت اللہ بٹر نے امیر محترم حافظ عاکف سعید کی اجازت سے اُن کی جانب سے نئے رفقاء سے بیعت لی۔

The Inauguration of the Kartarpur Corridor Is a Victory for the Sikh Community

The global Sikh community celebrated the opening of the Kartarpur Corridor on 9 November 2019 that has created an international pilgrimage route from India to the nearby Gurdwara Darbar Sahib Kartarpur in Pakistan. This important event occurred in the context of this community's rising political consciousness that is increasingly taking the form of Khalistani separatism from Indian Punjab through the Sikhs For Justice's planned referendum on this issue next year.

This monumental event was supposed to be purely apolitical and undertaken for selfless reasons, but India tried spoiling the festive mood by previously alleging that the Kartarpur Corridor will be abused by Pakistan to encourage Khalistani separatism from Indian Punjab. The reason for such claims is that the state regards the rising political consciousness of the global Sikh community over the past year and its manifestation through the Sikhs For Justice's (SFJ) planned referendum on the independence of Indian Punjab as Khalistan to be part of an elaborate Pakistani plot to undermine the country from within. This conspiracy theory completely disregards the fact that the Khalistani cause itself was most powerfully fueled by India's deadly "Operation Blue Star" assault on the religion's holiest shrine of the Golden Temple 35 years ago in 1984, which was followed by the "Operation Woodrose" "clean-up efforts" that saw the extrajudicial killing of many Sikhs and ultimately climaxed in the nationwide anti-Sikh pogrom at the end of the same year after Indira Gandhi's assassination.

Nevertheless, India still claims that Pakistan has a secret hand in the recent revival of the Sikhs' political consciousness, refusing to take any responsibility for its own role in historically provoking this separatist reaction through its malicious actions over the years. These allegations have since been used to "justify" granting eight states the authority to utilize the "Unlawful Activities (Prevention) Act" for quelling Sikh separatism, especially against the SFJ that was banned earlier this year, which could set into motion a chain of events that might ultimately lead to the imposition of the feared "Armed Forces (Special Powers) Act" in part or all of Indian Punjab ahead of next year's planned referendum. India does not seem to have learned its lesson that cracking down on the peaceful expression of a religious minority's desire for self-determination usually ends up intensifying those same sentiments that the state wants to snuff out, and its latest "good cop, bad cop" ploy of removing many figures from its blacklist is too little too late to make much of a difference at this point.

It would be ideal if India stopped obsessing over this issue that its Ambassador to the US described as "bogus" just as recently as last month, but it seems that its official statements on the matter purposely downplay Khalistan's popular appeal among the Sikh community in the country since its actions speak otherwise by showing just how seriously the state regards this separatist campaign. As such, it cannot be discounted that India will selectively investigate and possibly even harass some of the pilgrims after they return from their trip through the Kartarpur Corridor on the basis that they're "Pakistani-backed separatists" who could have even come into contact with fighters from the so-called "terrorist camp" that their country's media alleged earlier in the week is located nearby in the same border district. This scenario forecast is not meant to deter Sikhs from paying their respects in Gurdwara Darbar Sahib Kartarpur, but just to point out that it is very

conceivable that India might exploit their travels in order to advance what it claims are its "national security interests".

In any case, the inauguration of the Kartarpur Corridor was still an historic event that was celebrated by both the global Sikh community and the rest of the world at large. There is no doubt that the political consciousness of the Sikhs will continue to rise in the coming future, especially among those who take advantage of this opportunity to conduct their sacred pilgrimage. India, however, appears to think differently, yet realized that it had no choice but to continue its commitment to this project to the point of completion. India is in a catch-22. As such, the opening of the Kartarpur Corridor despite the heavy odds against it is a victory for every Sikh regardless of political affiliation.

Source: ***Adapted from an article written by Pepe Escobar, published in Asia Times***

Note: *The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.*

ملتزم رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

13 تا 15 دسمبر 2019ء

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر2

حزب اللہ کے اوصاف

اور

امیر اور مامورین کا باہمی تعلق

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی باپردہ بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس آنرز اسلامک سٹڈیز کے لیے برسر روزگار، تعلیم یافتہ، دیندار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0323-4461560

☆ ملتان شہر میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم ایم کام، برسر روزگار (ٹیچنگ) قوم سندھو جٹ کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ صرف والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0323-6765920

☆ پسرور ضلع سیالکوٹ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم بی ایس سی، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-4464111

☆ لاہور میں رہائش پذیر ہاشمی خاندان کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم فل کے لیے لاہور، اسلام آباد سے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-4009979

☆ ملتان شہر کی دو رفیقات عمر بالترتیب 20 سال/ 22 سال، تعلیم ایف ایس سی (حافظہ)، ایف اے، پابند صوم وصلوٰۃ، شرعی پردہ کے لیے دینی مزاج کے حامل پابند شریعت وسنت اور غیر اسلامی رسومات سے بےزار ملتان کے رہائشی برسر روزگار رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0303-6702771

☆ کوٹ ادو میں رہائش پذیر فیملی (ملتان شفٹ ہونے کا ارادہ) کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، تعلیم BBA، ذاتی کاروبار کے لیے ملتان اور مضافات سے پابند شریعت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-6003385

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ پنجاب شرقی، فورٹ عباس کے رفیق محمد نصراللہ وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی، بہاول نگر کے رفیق الطاف حسین شیخ کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0336-1188226

☆ حلقہ کراچی شمالی، بفرزون/شادمان کے ناظم تربیت جناب مرزا حامد ضیاء کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0342-2889958

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم فتح اللہ خان کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0346-7710006

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق محترم عرفان اللہ کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0311-9211234

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ہارون آباد غربی کے رفیق حافظ عنایت کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-3936752

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد اسرہ ناصر پور کے رفیق محترم عدنان احمد کی پھوپھی وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0333-8588826

☆ اسرہ تونسہ شریف کے سینئر رفیق جناب رضا محمد گجر کی بھابھی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0333-6461909

☆ رفیق تنظیم نیو ملتان حافظ عبدالحمید کی بھابھی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7183622

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.46

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore